ضربِ کلیم

یعنی

اعلانِ جنگ، دَورِ حاضر کے خلاف

اقبالؔ

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد
ہوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر
ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر

فہرست

☆ اعلیحضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روائے بھوپال کی خدمت میں 14

☆ ناظرین سے 16

☆ تمہید 17

اسلام اور مسلمان

1 صبح 21

2 لا الٰہ الا اللہ 22

3 تن بہ تقدیر 24

4 معراج 25

5 ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام 27

6 زمین و آسماں 30

7 مسلمان کا زوال 31

8 علم و عشق 32

9 اجتہاد 34

10 شکر و شکایت 35

11	ذکر و فکر	36
12	مُلّائے حرم	37
13	تقدیر	38
14	توحید	39
15	علم اور دین	40
16	ہندی مسلمان	41
17	آزادیِ شمشیر کے اعلان پر	42
18	جہاد	43
19	قُوّت اور دین	45
20	فقر و مُلوکیّت	46
21	اسلام	47
22	حیاتِ ابدی	48
23	سُلطانی	49
24	صوفی سے	51
25	افرنگ زدہ	52
26	تصوّف	53
27	ہندی اسلام	55
28	غزل (دل مُردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ)	56
29	دُنیا	58
30	نماز	59
31	وحی	60
32	شکست	61

33	عقل و دل	62
34	مستیِ کردار	63
35	قبر	64
36	قلندر کی پہچان	65
37	فلسفہ	66
38	مردانِ خدا	67
39	کافر و مومن	68
40	مہدیِ برحق	69
41	مومن	70
42	محمد علی باب	72
43	تقدیر	73
44	اے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم!	78
45	مدنیّتِ اسلام	76
46	امامت	78
47	فقر و راہبی	79
48	غزل (تیری متاعِ حیات علم و ہنر کا سُرور)	81
49	تسلیم و رضا	83
50	نکتۂ توحید	84
51	الہام اور آزادی	85
52	جان و تن	87
53	لاہور و کراچی	88
54	نبوّت	89

55	آدم	90
56	مکّہ اور جنیوا	91
57	اے پیرِ حرم	92
58	مہدی	93
59	مردِ مسلمان	94
60	پنجابی مسلمان	96
61	آزادی	97
62	اشاعتِ اسلام فرنگستان میں	98
63	لا و اِلّا	99
64	اُمرائے عرب سے	100
65	احکامِ الٰہی	101
66	موت	102
67	قُم باذنِ اللہ	103

تعلیم و تربیت

1	مقصود	105
2	زمانۂ حاضر کا انسان	106
3	اقوامِ مشرق	107
4	آگاہی	108
5	مصلحینِ مشرق	109
6	مغربی تہذیب	110

7	اسرارِ پیدا	111
8	سُلطان ٹیپو کی وصیّت	112
9	غزل (نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی وحجازی)	114
10	بیداری	115
11	خودی کی تربیت	116
12	آزادیِ فکر	117
13	خودی کی زندگی	118
14	حکومت	119
15	ہندی مکتب	120
16	تربیت	122
17	خوب و زشت	123
18	مرگِ خودی	124
19	مہمانِ عزیز	125
20	عصرِ حاضر	126
21	طالب علم	127
22	امتحان	128
23	مدرَسہ	129
24	حکیم نطشہ	131
25	اساتذہ	132
26	غزل (مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سُراغ)	133
27	دین و تعلیم	134
28	جاوید سے	135

عورت

1	مردِ فرنگ	142
2	ایک سوال	143
3	پردہ	143
4	خَلوت	144
5	عورت	145
6	آزادیِ نسواں	146
7	عورت کی حفاظت	147
8	عورت اور تعلیم	148
9	عورت	149

ادبیات، فنونِ لطیفہ

1	دین و ہُنر	151
2	تخلیق	152
3	جنوں	153
4	اپنے شعر سے	154
5	پیرس کی مسجد	155
6	ادبیات	156
7	نگاہ	157

8	مسجدِ قوّت الاسلام	158
9	تیاتر	160
10	شعاعِ اُمید	161
11	اُمید	165
12	نگاہِ شوق	166
13	اہلِ ہُنر سے	168
14	غزل (دریا میں موتی، اے موجِ بے باک!)	169
15	وجود	171
16	سرود	172
17	نسیم و شبنم	173
18	اَہرامِ مصر	174
19	مخلوقاتِ ہُنر	175
20	اقبالؔ	176
21	فنونِ لطیفہ	177
22	صبحِ چمن	178
23	خاقانیؔ	179
24	رُومیؔ	181
25	جدّت	182
26	مرزا بیدلؔ	183
27	جلال و جمال	184
28	مصوّر	185
29	سرودِ حلال	186

30	سرودِ حرام	187
31	فوارہ	187
32	شاعر	188
33	شعرِ عجم	189
34	ہنروران ہند	190
35	مردِ بزرگ	191
36	عالمِ نو	192
37	ایجادِ معانی	193
38	موسیقی	194
39	ذوقِ نظر	194
40	شعر	195
41	رقص و موسیقی	195
42	ضبط	196
43	رقص	196

سیاسیاتِ مشرق و مغرب

1	اشتراکیت	198
2	کارل مارکس کی آواز	199
3	انقلاب	200
4	خوشامد	200
5	مناصب	201

6 یورپ اور یہود 202

7 نفسیاتِ غلامی 203

8 بلشویک روس 204

9 آج اور کل 205

10 مشرق 206

11 سیاستِ افرنگ 207

12 خواجگی 208

13 غلاموں کے لیے 209

14 اہلِ مصر سے 210

15 ابی سینیا 211

16 ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام 212

17 جمعیتِ اقوامِ مشرق 214

18 سُلطانیِ جاوید 215

19 جمہوریت 216

20 یورپ اور سُوریا 216

21 مسولینی 217

22 گِلہ 219

23 اِنتداب 220

24 لادین سیاست 220

25 دامِ تہذیب 221

26 نصیحت 222

27 ایک بحری قزاق اور سکندر 223

28	جمعیتِ اقوام	224
29	شام و فلسطین	225
30	سیاسی پیشوا	226
31	نفسیاتِ غلامی	227
32	غلاموں کی نماز	228
33	فلسطینی عرب سے	229
34	مشرق و مغرب	230
35	نفسیاتِ حاکمی	230

محراب گُل افغان کے افکار

1	میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں	232
2	حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام	233
3	تری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی	234
4	کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ	235
5	یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغائے روارو	237
6	جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد	238
7	رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندستان	239
8	زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر	241
9	عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس	242
10	وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا	243
11	جس کے پرتَو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش	244

12	لادینی و لاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تو!	245
13	مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگوں	246
14	بے جُرأتِ رندانہ ہر عشق ہے رُوباہی	247
15	آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد	248
16	قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی	249
17	آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو	250
18	یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سُوری نے	251
19	نگاہ وہ نہیں جو سُرخ و زرد پہچانے	252
20	فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی	253

اعلیحضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں

زمانہ با اُمَمِ ایشیا چہ کرد و کُند
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فرو خواند

تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ تو بیند و اندیشۂ تو می داند

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
"کہ گل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند"

سر: (Sir)، انگریز حکومت کی طرف سے کسی کی بڑائی اور عزت کے لیے دیا گیا خطاب. حمید اللہ خاں: حکمران کا نام ہے. فرمان روا: حکم چلانے والا، حکم جاری کرنے والا. بھوپال: برصغیر پاک و ہند کی ایک مشہور مسلم ریاست. اُمم: اُمت کی جمع، قومیں. چہ: کیا (سوالیہ). کرد: کیا. کُند: کرتا ہے، کر رہا ہے. کسے: کوئی ایک، کوئی. بود: تھا. ایں: یہ. فرو خواند: پڑھے، پڑھ لے. تو صاحب نظری: تو نظر والا ہے یعنی تو بصیرت والا ہے. آنچہ: جو کچھ (آن: وہ. چہ: کیا، جو). در: میں، اندر. ضمیر: باطن، مراد دل. مَن: میں، میرا. دلِ تو: تیرا دل. بیند: دیکھتا ہے. اندیشۂ تو: تیرا خیال، تیرا فکر. می داند: جانتا ہے. بگیر: پکڑ لے، یعنی لے لے. ہمہ: سب، سارا. سرمایۂ بہار: بہار کی دولت یا پونجی، بہت سے پھول، یعنی اعلیٰ خیالات و افکار. از من: مجھ سے. بدستِ تو: تیرے ہاتھ میں. تازہ تر: زیادہ تازہ. ماند: رہتا ہے.

۱۔ زمانے نے ایشیا کی قوموں کے ساتھ کیا کچھ کیا اور کر رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا انسان نہ تھا جو یہ داستان پڑھ ڈالتا۔

۲۔ تو بصیرت والا انسان ہے جو کچھ میرے دل میں ہے وہ تیرا دل دیکھ رہا ہے اور اسے جانتا ہے یعنی میرے دل کی باتوں سے واقف ہے۔

۳۔ تو مجھ سے بہار کی یہ ساری پونجی (میرے افکار و خیالات) لے لے، کیونکہ تیرے ہاتھ میں پکڑا ہوا پھول ٹہنی پر لگے رہنے سے کہیں زیادہ تازہ اور شگفتہ رہتا ہے۔

اس شعر کا دوسرا مصرع فارسی کے مشہور شاعر طالب آملی کا ہے جس نے ۱۰۳۶ھ / ۱۶۲۶ء میں

وفات پائی)

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زُجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت 'لہو ترنگ' ہے غافل! نہ 'جل ترنگ'

ناظرین: ناظر کی جمع، دیکھنے والے مراد کتاب پڑھنے والے۔ **حقائق:** حقیقت کی جمع، حقیقتیں، مراد کسی چیز کی اصلیت یا صحیح صورتِ حال۔ **زُجاج:** شیشہ۔ **حریف:** جو مقابلے میں آئے، جو دوسرے سے ٹکرائے۔ **زورِ دست:** ہاتھ کی طاقت، بہت قوت۔ **ضربتِ کاری:** زوردار یا گہرا وار، جس کا اثر گہرائی تک جائے۔ **مُقام:** قیام کرنے یا ٹھہرنے کی جگہ، یہاں مراد موقع، وقت۔ **نوائے چنگ:** باجے کا نغمہ۔ **خونِ دل و جگر:** دل اور جگر کا خون، مراد لیکی سخت محنت اور جدوجہد جس سے انسان کا دل اور جگر پگھل کے رہ جائے۔ **سرمایۂ حیات:** زندگی کی دولت، یعنی پھر زندگی اپنی صحیح صورت میں سامنے آتی ہے زندگی کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ **فطرت:** قدرت، انسان کی پیدائشی عادت۔ **لہو ترنگ:** (باجے کے) پیالوں میں پانی کی جگہ خون، یعنی سخت محنت اور جدوجہد (لہو: خون + ترنگ: ساز بجاتے وقت تار کی آواز۔ **جل ترنگ:** ایسا باجا جس میں چھوٹے بڑے پیالے ہوتے ہیں۔ ان میں پانی ڈال کر باجے کو تیلیوں سے بجایا جاتا ہے۔ یہاں مراد عیش و آرام کی زندگی (پانی + ترنگ).

تمہید

(۱)

نہ دَیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی رُوح تریاکی

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بُری ہے مستیِ اندیشہ ہاے افلاکی

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تُو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

زمانہ اپنے حوادث چھُپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

عطا ہُوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو
کہ میرے شعلے میں ہے سرکشی و بے باکی!

(۲)

ترا گناہ ہے اقبالؔ! مجلس آرائی
اگرچہ تُو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند

جو کوکنار کے خُوگر تھے، اُن غریبوں کو
تری نوَا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

تڑپ رہے ہیں فضا ہائے نیلگوں کے لیے
وہ پَر شکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سُرور و نظر سے محرومی

---

(۱)

تمہید: پھیلانا، ہموار کرنا مراد آغاز، کتاب کا شروع کا حصہ۔**دیر:** بُت خانہ، غیر مسلموں کی عبادت کی جگہ، مراد کافر۔**حرم:** گھر کی چار دیواری، کعبہ مراد مسلمان، اسلام۔**خودی:** اپنی ذات، شخصیت یا وجود کا احساس، مراد انسان کے اندر چھپی قوتوں اور صلاحیتوں سے کام لینا۔**خاوراں:** مشرق، مراد مشرق کے ممالک۔**تریاکی:** افیم کھائے ہوئے، نشے کی حالت میں، یعنی سوئی ہوئی، عمل کی صلاحیت نہ رکھنے والی۔**مستی اندیشہ ہائے افلاکی:** آسمانی خیالوں کی مستی، یعنی ایسے افکار یا خیالات میں کھو جانا جو دیکھنے میں تو بہت بلند ہوں لیکن عملی طور پر بے فائدہ ہوں۔**غمِ مرگ:** موت کا دکھ (غم: دکھ افسوس + مرگ: موت)۔**پیکرِ خاکی:** مٹی کا جسم، مراد بیکار شے۔ **حوادث:** حادثہ کی جمع بمعنی واقعات، حالات۔**قلب و نظر:** دل اور نظر۔**عطا ہوا:** ملا، عطا بمعنی کسی چیز کا ملنا، حاصل ہونا۔**خس و خاشاک:** سوکھی گھاس کا تنکا اور کوڑا کرکٹ، مراد عمل سے عاری، غلامی کی زندگی بسر کرنے

والی قومیں۔ ایشیا: وہ برِ اعظم جس میں پاکستان، ہندوستان، جاپان، چین، روس کا آدھا حصہ اور عرب شامل ہیں۔ شعلے: شعلہ، آگ کی لپٹ، آنچ، (علامہ کی پُرسوز شاعری)۔ سرکشی: سر اٹھانا، نافرمانی، یہاں بمعنی تیزی، شعلے کی تیزی۔ بے باکی: بے خوف یا نڈر رہنا، بمعنی تیزی کے ہے یعنی ایسی شاعری جو پُرسوز ہے بے خوف ہے اور اثر کرنے والی ہے۔

(۲)

مجلس آرائی: مجلس سجانے کی کیفیت (مجلس: ایسی جگہ جہاں چند دوست یار اکٹھے ہوں + آرائی: آراستہ کرنا، سجانا؛ یعنی دوست احباب کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آنا، یہاں مراد ہے اپنی شاعری سے دوسروں کو متاثر کرنا)۔ مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح، یعنی دوسرے لوگوں کی طرح۔ کم پیوند: دوسروں کے ساتھ کم میل ملاپ رکھنے والا۔ کوکنار: خشخاش کا ڈوڈا جسے پوست بھی کہتے ہیں، افیون، مراد بے عملی کی زندگی، جدوجہد سے خالی زندگی۔ نوا: آواز، نغمہ، یعنی شاعری۔ ذوقِ جذبہ ہائے بلند: بلند جذبوں کا ذوق، بلند جذبوں کا شوق۔ فضا ہائے نیلگوں: نیلے رنگوں کی فضائیں، یعنی زمین سے اوپر اور آسمان کے نیچے کی کھلی فضا جس میں پرندے اُڑتے ہیں۔ مراد آزادی کی فضا۔ پَرشکستہ: ٹوٹے ہوئے پر والا یا والے، مراد غلام لوگ / قوم۔ صحنِ سرا: گھر کا آنگن، مراد تھوڑی سی جگہ۔ خورسند: خوش۔ نوائے سحر: صبح کی آواز، صبح کا نغمہ، پرندوں کا صبح کے وقت چہچہانا۔ مقامِ شوق و سرور و نظر سے محرومی: یعنی ایسی جگہ یا منزل کا کھو جانا یا نہ ملنا جہاں عشق، خوشی و مسرت اور نظر کی دلچسپی کا سامان ہو۔

اِسلام اور مُسلمان

صبح

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

سحر: صبح، روزمرہ طلوع ہونے والی صبح۔ لرزتا ہے: کانپتا ہے، تھرتھراتا ہے (خوف کے مارے)۔ شبستانِ وجود: وجود کا شبستان، یعنی یہ کائنات، یہ دُنیا۔ بندۂ مومن: ایمان والا بندہ، مراد ایسا انسان جو اللہ پر ایمان رکھتا اور اسی سے ڈرتا ہے، باقی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ذرا نہیں ڈرتا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خودی کا سِرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
خودی ہے تیغ، فَساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کِیا ہے تُو نے متاعِ غُرور کا سَودا
فریبِ سُود و زیاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ مال و دولتِ دُنیا، یہ رشتہ و پیوند
بُتانِ وہم و گُماں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خِرَد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زُنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں، لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ

لا الٰہ الا اللہ: اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے (اِلا: مگر، سوائے + اللہ)۔ خودی: اپنے وجود کا احساس، یہاں یہ مراد ہے کہ انسان قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اِن قوتوں اور صلاحیتوں کی ایک خاص ترتیب کا نام شخصیت ہے۔ اس مخصوص ترتیب کو برقرار رکھنے کے لیے انسان کو ایسی خصوصیتوں کی طرف مائل ہونا چاہیے جو شخصیت کے احساس کو مضبوط اور پکا کرتی ہیں۔ تیغ: تلوار۔ فَساں: ڈھال، جس پر تلوار کا وار روکا جاتا ہے۔ براہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے بتخانۂ نمرود کے بُت توڑ ڈالے اور اس طرح خدا کی مخالف قوتوں کو مٹا دیا۔ صنم کدہ: بُت یعنی بتوں کا گھر، ایسی جگہ جہاں بہت سے بُت رکھے گئے ہوں، تاکہ لوگ ان کی عبادت کریں، بت خانہ۔ متاعِ غرور: دھوکے کا سامان، اسباب یا پونجی، یہ اشارہ ہے قرآن کریم کی سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۸۵ کی طرف جس میں فرمایا گیا ہے کہ ''دنیاوی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں ہے''۔ سُود و زیاں: نفع اور نقصان، فائدہ اور گھاٹا۔ مال و دولتِ دنیا: دنیا کا مال اور دولت۔ رشتہ: لفظی معنی دھاگا یا رَسی، مراد کسی خاندان کے لوگوں کا آپس میں تعلق، اپنائیت۔ پیوند: ملاپ، مراد قرابت داری، رشتہ داری۔ خرد: عقل۔ زمان و مکاں: زمانہ اور جگہ یا مقام، وقت اور ٹھکانا۔ فلسفے کی رُو سے ہر مادی چیز کے لیے زمانہ یا وقت اور جگہ یا مقام ضروری ہے اور ان دونوں کے بغیر کسی مادے کا وجود نہیں ہے۔ زُنّاری: وہ شخص جس نے زُنّار پہن رکھی ہو، رواج کا پابند۔ یہ نغمہ: یہ گیت یا سُریلی آواز، اشارہ ہے ''لا الٰہ الا اللہ'' کی طرف۔ فصلِ گُل و لالہ: گلاب اور لالہ کے پھولوں کا موسم یعنی بہار کا موسم جس میں پھول کثرت سے کھلتے ہیں۔ پابند: جس کے پاؤں بندھے ہوئے ہوں، قیدی، محتاج۔ آستینوں میں: آستینوں کے اندر یعنی وہ چیز (بُت یعنی قوم کے کافرانہ رویے جو ظاہری طور پر نظر نہیں آتے) جو چھپی ہوئی ہو، نمایاں نہ ہو۔ حکمِ اذاں: اذان کا حکم، یعنی ان غلط اور کافرانہ یا غلامانہ خیالات اور رویوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم۔

تن بہ تقدیر

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

'تن بہ تقدیر' ہے آج اُن کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

تھا جو 'ناخوب' بتدریج وہی 'خوب' ہُوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

تن بہ تقدیر: خود کوئی جدوجہد یا عمل نہ کرنے، اللہ کے کیے پر راضی رہنے کی حالت۔ ترکِ جہاں: دنیا کو چھوڑ دینا، یعنی دنیاوی معاملات سے بالکل الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر کرنا، جیسا کہ صوفیا نے کیا۔ مومن: ایمان والا، یعنی جو صرف ایک خدا (توحید) پر ایمان رکھتا ہو اور دنیا کی کسی دوسری طاقت سے نہ ڈرتا ہو۔ مہ و پرویں: چاند اور ستارے مراد کائنات، یہ دنیا۔ ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا (نا: نفی کا حرف + خوب: اچھا)۔ بتدریج: درجہ بدرجہ، آہستہ آہستہ۔

مِعراج

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پُرسوز اگر ہو نفَسِ سینۂ دُرّاج

ناوک ہے مسلماں، ہدَف اس کا ہے ثُریّا
ہے سِرِّ سرا پردۂ جاں نکتۂ معراج

تُو معنیِ 'وَالنَّجْم' نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

معراج: بلندی، ترقی، یہاں اشارہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی طرف، جو آپ کو اللہ تعالی کی دعوت پر نصیب ہوئی۔ ۲۶ اور ۲۷ رجب کی درمیانی رات کو، جب آپ مکہ معظمہ میں محوِ خواب تھے، حضرت جبرئیل آپ کو براق پر سوار کرا کے عالم بالا لے گئے جہاں خدا تعالی کے دیدار سے فیض یاب ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ سورہ الاسراء آیت (۱) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ولولۂ شوق: شوق یعنی عشق، آرزو

اور خواہش کا جوش و خروش، مراد کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے بلند جذبہ. لذت پرواز: اڑنے کی لذت، بلندیوں تک رسائی یعنی پہنچنے کا لطف، عظمت حاصل کرنے کا شدید جذبہ. ذرہ: چھوٹے سے چھوٹا جز، مراد کمزور سے کمزور. مہ و مہر: چاند اور سورج، مراد بڑی سے بڑی طاقت. تاراج: تباہ، برباد. یاران چمن: چمن کے دوست، مراد قوم و ملت کے افراد. معرکہ باز: باز کا معرکہ، مراد بڑی سے بڑی طاقت. پُرسوز: سوز یعنی گرمی اور جوش سے بھرا ہوا. نفس سینۂ دُرّاج: تیتر کے سینے کا سانس، مراد کمزور سے کمزور انسان / قوم کے سینے میں بہت جوش اور ولولہ ہونا. ناوک: تیر. ثریا: چھ ستاروں کا گچھا جو بہت بلندی پر نظر آتا ہے. اسے خوشۂ پروین اور عقد پروین بھی کہا جاتا ہے. سِرِ سراپردۂ جاں: روح کے گھر کے اندر کا بھید، یعنی روح کے باطن کا بھید یا باطن کی انتہائی پاکیزگی کا بھید. نکتۂ معراج: یعنی حضورؐ کے واقعہ معراج شریف کا عمدہ راز. معنی "والنجم": اشارہ ہے سورۂ والنجم کی طرف جس میں کہا گیا ہے: قسم ہے تارے کی جب وہ اُترا. مدّ و جزر: چڑھاؤ اور اُتار، سمندر میں پانی کا پورے چاند کی روشنی کے نتیجے میں اُترنا اور چڑھنا، جوار بھاٹا، طوفانی کیفیت.

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

تُو اپنی خودی اگر نہ کھوتا ‏ ‏ زُنّاریِ برگساں نہ ہوتا

ہیگل کا صدَف گہر سے خالی ‏ ‏ ہے اُس کا طلسم سب خیالی

محکم کیسے ہو زندگانی ‏ ‏ کس طرح خودی ہو لازمانی!

آدم کو ثبات کی طلب ہے ‏ ‏ دستورِ حیات کی طلب ہے

دُنیا کی عشا ہو جس سے اِشراق ‏ ‏ مومن کی اذاں ندائے آفاق

مَیں اصل کا خاص سومناتی ‏ ‏ آبا مرے لاتی و مناتی

تُو سیّدِ ہاشمی کی اولاد ‏ ‏ میری کفِ خاک برہمن زاد

ہے فلسفہ میرے آب و گِل میں ‏ ‏ پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں

اقبالؔ اگرچہ بے ہُنر ہے ‏ ‏ اس کی رگ رگ سے باخبر ہے

شعلہ ہے ترے جنوں کا بے سوز ‏ ‏ سُن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز

انجامِ خرد ہے بے حضوری ‏ ‏ ہے فلسفہ زندگی سے دُوری

افکار کے نغمہ ہائے بے صَوت ‏ ‏ ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت

دیں مسلکِ زندگی کی تقویم ‏ ‏ دیں سرِّ محمدؐ و براہیمؑ

"دل در سخنِ محمدی بند ☆ اے پورِ علیؓ ز بُو علی چند!

چوں دیدۂ راہ بیں نداری

☆☆

قاید قرشی بہ از بخاری"

فلسفہ زدہ: فلسفہ کا مارا ہوا، فلسفہ سے بہت لگاؤ رکھنے والا، مارا ہوا، مراد کھویا ہوا، ڈوبا ہوا۔خودی کھونا: اپنی شخصیت یعنی اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو گم یا ختم کر دینا، ان سے کام نہ لینا اور بیکار ہو کے رہ جانا۔ زُنّاری برگساں: برگساں کی تعلیمات پر چلنے والا۔فرانس کا ایک مشہور فلسفی، جس نے انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں زندگی بسر کی۔ اس نے عقل کی بجائے وجدان کو سب کچھ سمجھا ہے(خدا اور رسول اکرم کو نہیں مانتا)۔ ہیگل: جرمنی کا ایک مشہور فلسفی جس کا تعلق اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی کے وسط سے ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں افلاطون کے فلسفہ کو اپنایا یعنی جو کچھ افلاطون نے فلسفے کی باتیں کیں ہیگل بھی اسی طرح کی باتیں کرتا رہا۔زندگانی: زندگی، حیات۔لازمانی: جو زمانے کی قید میں نہ ہو، وقت سے آزاد اور بلند تر ہو۔ثبات: برقرار رہنا، قائم دائم رہنے کی حالت۔دستورِ حیات: زندگی کا قانون، زندگی کا طریقہ، زندگی کا اصول۔عشا: رات، یہاں بمعنی مادی تاریکیاں۔ اشراق: روشن ہونا، چمکنا، سورج طلوع ہونا۔مومن کی اذاں: مردِ مجاہد کی اذان، یعنی اس کے ایسے ایمانی عمل جو دنیا سے کفر اور مادیت کی تاریکیاں دور کر دیں۔ندائے آفاق: ایسی آواز جو پوری دنیا میں گونجے۔اصل کا: بنیاد کا، مراد خاندانی لحاظ سے۔خاص سومناتی: جس کا خاص تعلق سومنات سے ہو، مراد ہندو برہمن۔لاتی و مناتی: لات اور منات سے وابستہ یا ان سے تعلق رکھنے والے، مراد بتوں کی پوجا کرنے والے۔کفِ خاک: مٹی کی مٹھی، مراد وجود یا ذات۔برہمن زاد: برہمن کی جنی ہوئی، برہمن کی نسل سے، بت پرست کی اولاد، علامہ کے آبا و اجداد ذات کے برہمن تھے۔آب و گل: پانی اور مٹی، مراد فطرت، طبیعت، خمیر۔ریشہ ہائے دل: دل کی جڑیں، دل کی رگیں، یعنی رواں رواں۔اقبال: یہاں خود علامہ اقبال مراد ہیں۔رگ رگ سے: ایک ایک بات یا مسئلہ سے۔باخبر: واقف، جاننے والا، محاورہ: رگ رگ سے باخبر ہونا۔جنوں: پاگل پن، یہاں عشق کے معنوں میں ہے۔بے سوز: جس میں کوئی گرمی یا تپش نہ ہو، سرد۔نکتۂ دل افروز: دل کو چمکانے یا روشن کرنے والی گہری بات۔انجامِ خرد: عقل کا انجام، یعنی فلسفے یا اس علم کا انجام جو جہد و عمل اور سچے جذبوں سے خالی ہو۔بے حضوری: حاضر یا موجود نہ ہونا، مراد کائنات میں مناظرِ قدرت میں موجود خدا کی تجلی سے بیگانہ اور دور رہنا۔زندگی سے دوری: مراد قوتِ عمل اور جدوجہد سے دور رہنا۔نغمہ ہائے بے صوت: ایسے نغمے یا ترانے جن کی کوئی آواز نہ ہو، مراد بے اثر اور بیکار قسم کے سر یعنی خیالات۔ ذوقِ عمل: عمل کا ذوق، جدوجہد کا شوق۔موت: یہاں مراد تباہی، فنا یا فنا کا باعث۔مسلکِ زندگی: زندگی کا راستہ، مراد حقیقی اور اعلیٰ مقاصد سے پُر زندگی کا طریق کار۔تقویم: کیلنڈر، جنتری، مراد گزارنے یا عمل کرنے کا قانون۔سرِّ محمدؐ و براہیمؑ: محمدؐ اور ابراہیمؑ کا بھید، راز، مراد اسلام۔

☆ حضور اکرمؐ کی فرمائی ہوئی باتوں سے دل لگا، یعنی آپؐ کے ارشادات پر عمل کر، اے علیؓ کی اولاد تو کب تک بوعلی (سینا) کے فلسفے سے چمٹا رہے گا۔

☆☆ چونکہ تیری نگاہ راستے کو پہچاننے سے عاجز ہے اس لیے کسی قریشی کو رہنما بنا لینا کسی بخاری کو قائد بنانے سے بہتر ہے یہاں قریشی سے مراد حضور اکرمؐ کی ذات گرامی ہے بخاری سے مراد بوعلی سینا ہیں۔ یہ آخری دو شعر (فارسی کے) مشہور شاعر افضل الدین خاقانی (وفات ۵۹۵ھ/۱۱۹۹ء) کی مثنوی تحفۃ العراقین سے لیے گئے ہیں۔ یہ حضرت خضرؑ نے خاقانی کے ایک سوال کے جواب میں نصیحت کے طور پر کہے ہیں۔ (مثنوی تحفۃ العراقین، مطبوعہ تہران ص ۶۵، ۶۶)

زمین و آسماں

ممکن ہے کہ تُو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اَوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دِگرگُوں
اے سالکِ رہ! فکر نہ کر سُود و زیاں کا

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اَور جہاں کی
تُو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا!

سلسلہ: تسلسل، کسی چیز یا کام وغیرہ کا مسلسل ہونا۔ اَحوال: حال کی جمع، حالات، مراد کائنات میں تبدیلیاں۔ دِگرگوں: دوسرے رنگ کا، مراد بدلتا ہوا۔ سالکِ رہ: یعنی جدوجہد اور عمل کے راستے پر گامزن۔ سُود و زیاں: نفع اور نقصان۔

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسّر، تونگری سے نہیں

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

سبب کچھ اور ہے، تُو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہُوا
قلندری سے ہُوا ہے، تونگری سے نہیں

قاضی الحاجات: ضرورتیں پوری کرنے والا۔ فقر: مفلسی، مراد دنیا و دولت کی حرص و لالچ سے پاک ہونا۔ تونگری: امیری، امیر ہونا، دولت مندی۔ جسور: دلیر، نڈر، بے خوف۔ قلندری: قلندر ہونا، دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کی ذات سے وابستہ ہونا۔ سکندری: سکندر ہونا، سکندر کی سی شان رکھنا۔ بے زری: دولت نہ ہونا، مفلسی، غریبی۔

علم و عشق

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب!

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب!

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقیں، اور یقیں فتحِ باب!

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذّتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!

تخمین: اندازہ یعنی پکی بات یا یقین والی بات نہ ہونا۔ ظن: گمان، شک اور یقین کے درمیان کی حالت۔ کرمِ کتابی: کتاب کا کیڑا جو اسے چاٹ جاتا ہے مراد ایسا آدمی جو کتابوں کے مطالعہ میں کھویا رہتا ہے۔ حضور: مراد اللہ کی تجلیات کا آنکھوں کے سامنے ہونا۔ معرکۂ کائنات: کائنات کا میدانِ جنگ یعنی اس دنیا میں جو کچھ رونق اور ہنگامے ہیں۔ مقامِ صفات: صفتوں کا مرتبہ (مقام بمعنی ٹھکانہ بھی ہے)۔ تماشائے ذات: ذات کو دیکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آنے کی حالت۔ ثبات: پائیداری، یہاں بمعنی اپنی جگہ پر قائم رہنا۔ ممات: موت، موت کا وقت۔ پیدا سوال: کھلا اور ظاہر سوال۔ معجزات: معجزہ کی جمع، وہ کام جو عام انسانی طاقت سے باہر ہو۔ فقر: دنیا کی مادی خواہشات اور قوتوں سے بے نیازی۔ نگیں: بمعنی شاہی مُہر، یعنی حکومت اور اقتدار کی علامت۔ مکان و مکیں: ٹھکانا اور اس میں رہنے والا، مراد کائنات کی ہر ہر شے میں سمائی ہوئی طاقت یعنی ہر شے میں اللہ کا ظہور ہے۔ فتحِ باب: دروازے کا کھلنا، مراد ہر طرح کے مسئلوں اور معاملات کا حل اور کامیابی۔ شرعِ محبت: محبت کا قانون، عشقِ حقیقی کا طریقہ۔ عشرتِ منزل: پڑاؤ/ ایک ہی جگہ پر رُک جانے کی خوشی۔ طوفان: مراد زندگی کا زوردار ہنگاموں سے پُر ہونا۔ حاصل: پھل، فصل، نتیجہ۔ ابن الکتاب: کتاب کا بیٹا، یہاں مراد صرف کتابوں کے مطالعے تک محدود بات۔ اُم الکتاب: کتاب کی ماں، یعنی کتابوں کے وجود کا باعث۔

اِجتہاد

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذّتِ کردار، نہ افکارِ عمیق

حلقۂ شوق میں وہ جُرأتِ اندیشہ کہاں
آہ محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق!

خود بدلتے نہیں، قُرآں کو بدل دیتے ہیں
ہُوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سِکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!

اجتہاد: شرعی مسئلوں کا قرآن و حدیث کے حوالے سے، ہر دور کے حالات کے مطابق، حل تلاش کرنے کا عمل۔ حکمتِ دیں: دین کی اصل حقیقت اور فلاسفی۔ لذّتِ کردار: گہرے خیالات، یعنی بہت دور تک یا گہرائی تک کسی بات پر غور کرنے کا عمل۔ حلقۂ شوق: عشق کا حلقہ، یہاں مراد علمی و دینی حلقے۔ جرأتِ اندیشہ: غور و فکر کرنے میں دلیری سے کام لینا۔ تقلید: کسی کے پیچھے چلنا، یہاں مراد مسائل پر خود غور کرنے کی بجائے دوسروں کا خیال اپنانا۔ تحقیق: کسی بات / مسئلے کی حقیقت یا تہہ تک پہنچنا۔ فقیہانِ حرم: دینِ اسلام کے وہ عالم جو شرعی مسائل کو جانتے اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔ بے توفیق: جس میں فیصلے کی جرأت نہ ہو، پست ہمت۔ مسلک: طریقہ، راستہ یعنی خیال۔ طریق: طریقہ، ڈھنگ۔

شُکر و شکایت

مَیں بندۂ ناداں ہوں، مگر شُکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہُوت سے پیوند

اک ولولۂ تازہ دِیا مَیں نے دِلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بُخارا و سمرقند

تاثیر ہے یہ میرے نَفَس کی کہ خزاں میں
مُرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند

لیکن مجھے پیدا کِیا اُس دیس میں تُو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند!

بندۂ ناداں: ایسا انسان جسے کسی بات کی سمجھ نہ ہو، بے خبر۔ نہاں خانۂ لاہوت: لاہوت کا چُھپا ہوا گھر، یہاں مراد عالَمِ بالا یا اوپر کی دنیا کے بھیدوں/رازوں کا مقام۔ پیوند: تعلق۔ ولولۂ تازہ: نیا جوش و خروش۔ خاکِ بخارا: ایک شہر کا نام، خاکِ بخارا و سمرقند یعنی پوری اسلامی دنیا۔ تاثیر: اثر، اثر ڈالنے کی کیفیت۔ نَفَس: سانس، مراد شاعری۔ مُرغان: مُرغ بمعنی پرندے کی جمع۔ سحر خواں: صبح کو پڑھنے والے، صبح سویرے چہچہانے والے۔ صحبت: دو یا زیادہ آدمیوں کا مل بیٹھنا۔ خورسند: خوش۔

ذِکر و فِکر

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے 'عَلَّم الاسما'

مقامِ ذکر، کمالاتِ رومیؔ و عطّارؔ
مقامِ فکر، مقالاتِ بُوعلی سیناؔ

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے 'سُبحان ربی الاعلیٰ'

سالک: چلنے والا، یعنی اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا، صوفی۔ مقام: پڑاؤ ڈالنے کی جگہ یا تصوف کے مقامات/مرتبوں میں سے کوئی مقام جو سالک ایک ایک کر کے طے کرتا ہے۔ ''عَلَّم الاسماء'': یہ اشارہ ہے سورۃ البقرہ کی آیت ۳۱ کی طرف، ''اور آدم کو نام سکھا دیے گئے''۔ کمالات: کمال کی جمع، کسی ہنر یا فن وغیرہ میں کامل ہونا۔ رُومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین رُومی (وفات ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء) مزار ترکی کے شہر قونیہ میں ہے مراد اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوبا ہوا انسان۔ عطّار: فارسی کے مشہور صوفی شاعر شیخ فریدالدین محمد (وفات ۶۲۷ھ/ ۱۲۳۰ء) یہاں بھی رومی والی بات مراد ہے۔ مقالات: جمع مقالہ، تحریریں، یہاں مراد حکمت اور فلسفے کی باتیں۔ بوعلی سینا: مشہور فلسفی (وفات ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۷ء) یہاں مراد عام یا سب فلسفی۔ سبحان ربی الاعلیٰ: ''میرا بلند مرتبہ پروردگار پاک ہے''۔ (سجدے کی حالت میں پڑھا جاتا ہے)۔

مُلّائے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نِگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال
تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

مُلّائے حرم: حرم کا مُلّا یعنی مسجد میں نماز پڑھانے والا، مراد بصیرت سے عاری مذہبی آدمی۔ رسائی: پہنچ۔ نِگہ: یعنی نگاہ۔ جلال: عظمت، شان، دبدبہ۔ جمال: حُسن مراد خلوص و تاثیر۔

تقدیر

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوّت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

ہاں، ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ اُمَم جس کو نہیں ہم سے چھُپاتی

’ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بُرّاں صفَتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!‘

جبروت: عظمت، بڑائی۔ جوہر ذاتی: کسی کی ذات میں پائی جانے والی خوبیاں اور اہلیتیں۔ مَنطق: ایک علم جس میں عقلی دلیلوں سے کسی مسئلے پر غور کیا جاتا ہے۔ تابع: پیرو، پیچھے چلنے والی۔ حقیقت: صحیح بات، اصل بات۔ تاریخِ اُمم: اُمتوں یعنی قوموں کی تاریخ، تاریخی حالات۔ بُرّاں: کاٹنے والی، تیز۔ تیغ: تلوار۔ دو پیکر: دو دھاری، جو دو طرف سے کاٹ کرے۔

توحید

زندہ قُوّت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے، فقط اک مسئلۂ علمِ کلام

روشن اس ضَو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

مَیں نے اے میرِ سِپہ! تیری سِپہ دیکھی ہے
'قُل ھُوَ اللہ' کی شمشیر سے خالی ہیں نیام

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا، نہ فقیہ
وحدتِ افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

توحید: خدا کو ایک ماننے کا عقیدہ۔ زندہ قوت: ایسی قوت جو اپنے زور پر مادی دنیا پر غلبہ پا لے۔ مسئلہ: معاملہ، سوال۔ علمِ کلام: ایک علم جس میں اسلام کے عقیدوں کو عقلی / فلسفیانہ دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ ضَو: روشنی۔ کردار: عمل۔ میرِ سپہ: فوج کا سردار، سپہ سالار۔ "قل ھو اللہ": کہہ دے اللہ (ایک ہے)۔ اشارہ ہے سورۂ اخلاص آیت (۱) کی طرف۔ یہاں بمعنی اللہ کی توحید۔ شمشیر: تلوار۔ نیام: تلوار کا غلاف۔ فقیہ: شرعی مسئلے جاننے والا۔ وحدتِ کردار: ایک جیسا عمل۔ خام: کچا، مراد ہے بیکار، ناقص۔ امامت: سرداری، رہبری۔ دو رکعت کے امام: مسجد میں صرف نماز پڑھا دینے والے مولوی جنھیں اور کوئی علم نہ آتا ہو یا جن کی فکر محدود ہو۔

عِلم اور دین

وہ علم اپنے بُتوں کا ہے آپ ابراہیم
کِیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظری، قصّۂ جدید و قدیم

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم

وہ علم، کم بصَری جس میں ہمکنار نہیں
تجلّیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!

ابراہیمؑ: حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ یہاں مراد فکر و عقل، عشق و بصیرت ۔ ندیم: ساتھی ۔ کم نظری: کم عقلی، بے علمی ۔ نسیم: صبح کی ہوا ۔ کم بصری: کم نظر ہونے کی حالت، مراد بے علمی ۔ ہمکنار نہیں: یہاں بمعنی جو ساتھ شامل نہ ہو ۔ تجلّیات: تجلّی کی جمع، جلوے ۔ اللہ تعالیٰ کے جلوے ۔ کلیم: حضرت موسیٰؑ جو طور سینا پر اللہ سے ہم کلام ہوئے ۔ مُشاہدات: مشاہدہ کی جمع، بمعنی آنکھوں سے دیکھی اور پرکھی ہوئی باتیں ۔ حکیم: فلسفی ۔

ہندی مسلمان

غدّارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر

پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

آوازۂ حق اُٹھتا ہے کب اور کدھر سے
'مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر!'

غدّارِ وطن: جو اپنے وطن کا وفادار نہ ہو اور اُس کے دشمنوں سے ساز باز رکھے۔ اربابِ نبوت: نبوت والے، اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ شریعت: دین کا قانون، اسلامی قانون۔ مومنِ پارینہ: پرانا یا قدیم مومن، مراد صحیح مسلمان۔ آوازۂ حق: سچی اور کھری بات یا آواز۔ "مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر": میرا بیچارہ دل اسی کشمکش یا کھینچا تانی میں پڑا ہوا ہے

آزادیِ شمشیر کے اعلان پر

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تُو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگردار

اِس بَیت کا یہ مصرعِ اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن
یا خالدِؓ جانباز ہے یا حیدرِؓ کرّار

شمشیرِ جگردار: مضبوط اور تیز تلوار۔ بَیت: گھر، یہاں بمعنی شعر جس کے دو مصرعے ہوتے ہیں۔ مصرع: (صحیح مصراع)، دروازے کا ایک پٹ، مراد شعر کا ایک حصہ۔ فقر: دنیاوی حرص و ہوس اور مادی خواہشات سے پاک رہنے اور عشقِ الٰہی میں رہنے کی حالت۔ قبضے میں آنا: مراد ہاتھ میں آنا، ہاتھ لگنا۔ خالدؓ جانباز: مراد حضرت خالد بن ولیدؓ جنھوں نے خلافتِ راشدہ کے زمانے میں کئی جنگوں میں بطور کمانڈر حصہ لیا اور اپنی بہادری اور دلیری کے بہت جوہر دکھائے۔ حیدرؓ کرّار: بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا شیر۔ مراد حضرت علیؓ جنھوں نے کفر کی طاقتوں کو اپنی انتہائی دلیری اور بے خوفی سے ہلا کے رکھ دیا۔

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دُنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سُود و بے اثر

تیغ و تُفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دِل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر

تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دُنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زِرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پُوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

شیخ: بوڑھا آدمی، مرشد، مراد خود غرض مذہبی رہنما یا مُلا۔ **قلم**: مراد اسلام کی اشاعت تحریر کے ذریعے کرنا۔ **کارگر**: جس کا اثر ہو۔ **جناب**: درگاہ، بارگاہ، بزرگوں کے لیے تعظیم کا لفظ (یہاں یہ طنز کے طور پر استعمال ہوا ہے)۔ **وعظ**: نصیحت کرنا، مُلا کی مسجد یا مجلس میں نصیحت والی تقریر۔ **بے سُود**: بے فائدہ، جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ **تفنگ**: بندوق۔ **دستِ مسلماں**: مسلمان کا ہاتھ۔ **کافر**: انکار کرنے والا، مراد خدائے واحد کو نہ ماننے والا۔ **ترکِ جہاد**: جہاد چھوڑنا، یعنی جہاد نہ کرنا۔ **پنجۂ خونیں**: خون سے بھرا ہاتھ، جنگ کے لیے ہر وقت تیار۔ **ڈوب گیا**: یہاں مراد جنگ کی تیاریاں کرنے لگا۔ **زرہ**: لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی ایک پوشاک۔ **دوش**: کندھا۔ **شیخ کلیسا نواز**: اشارہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے جہاد کے خلاف فتویٰ دے کر انگریزوں (کلیسا) کی مدد کی۔ **مشرق**: مشرقی ممالک برصغیر پاکستان و ہند اور عرب وغیرہ۔ **مغرب**: سورج ڈوبنے کی جگہ، مراد یورپ کے ممالک۔ **زیبا**: خوب صورت، نہایت اچھی۔ **مُحاسبہ**: حساب کتاب، مراد پوچھ گچھ کرنا۔

قُوّت اور دِین

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سَو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

تاریخِ اُمَم کا یہ پیامِ ازلی ہے
'صاحب نظَراں! نشّۂ قُوّت ہے خطرناک'

اس سیلِ سُبک سَیر و زمیں گیر کے آگے
عقل و نظَر و عِلم و ہُنر ہیں خس و خاشاک

لادِیں ہو تو ہے زہرِ ہَلاہِل سے بھی بڑھ کر
ہو دِیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

اسکندر: سکندرِ اعظم، یونان کا بادشاہ۔ چنگیز: مشہور منگول سردار چنگیز خان۔ حضرتِ انساں: انسان چونکہ خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہے اس لیے ادب کے طور پر حضرت کہا۔ پیامِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پیغام۔ صاحب نظراں: نظر رکھنے (بصیرت) والے انسان۔ سیل: طوفان، طغیانی۔ سبک سیر: تیز چلنے والا۔ زمیں گیر: زمین کو پکڑنے والا، یعنی جو زمین پر پھیل جائے۔ زہرِ ہلاہل: ہلاک کر دینے والا زہر۔ تریاک: زہر کا توڑ، ایسی دوا جس سے زہر کا اثر ختم ہو جائے۔

فَقر و مُلوکِیّت

فقر جنگاہ میں بے ساز و یَراق آتا ہے
ضرب کاری ہے، اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصّۂ فرعون و کلیم

اب ترا دَور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی رُوحِ فرنگی کو ہَوائے زر و سِیم

عشق و مستی نے کِیا ضبطِ نفَس مجھ پہ حرام
کہ گِرہ غُنچے کی کُھلتی نہیں بے موجِ نسیم

بے ساز و یراق: ہر قسم کے ہتھیار اور سامان رسد کے بغیر۔ قلبِ سلیم: خدا اور رسول اکرم کی محبت میں ڈوبا ہوا دل۔ تازہ: یہاں بمعنی دُہرایا جانے والا۔ فرعون: مراد جابر اور ظالم حکمران۔ کلیم: مراد جابر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے والا۔ فقرِ غیور: وہ فقر جس میں بڑی غیرت ہو۔ ہوائے زر و سیم: سونے اور چاندی یعنی دولت کی حرص۔ عشق و مستی: جنون کا جوش یعنی اسلام سے بے پناہ محبت۔ ضبطِ نفس: سانس روک لینا، یعنی بولنے سے رُکنا۔ بے موجِ نسیم: صبح کی ہوا کی لہر کے بغیر۔

اِسلام

رُوح اسلام کی ہے نُورِ خودی، نارِ خودی
زندگانی کے لیے نارِ خودی نور و حضور

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس رُوح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

لفظِ 'اسلام' سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دِین کا ہے 'فقرِ غیور'!

نورِ خودی: خودی کی روشنی، مراد جمال کی وہ شان جو خودی کی ریاضت سے صاحبِ خودی میں پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت۔ نارِ خودی: خودی کی آگ، جلال کی شان، اشارہ ہے خدا کی راہ میں جہاد کا جذبہ۔ نور و حضور: جلوہ اور حاضر یا موجود ہونا، خدا کی تجلّیوں کا نظروں کے سامنے ہونا۔ تقویم: جنتری، کیلنڈر یعنی قانون، دستورِ عمل۔ اصلِ نمود: ظاہر ہونے یا نمایاں ہونے کی بنیاد۔ کد: دشمنی، بَیر۔ فقرِ غیور: غیرت والا فقر، مراد اسلام۔

حیاتِ ابدی

زندگانی ہے صدف، قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے

ہو اگر خود نگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

قطرۂ نیساں: موسمِ بہار میں ہونے والی بارش کا قطرہ جو سیپی کے منہ میں گر کر موتی بنتا ہے۔ **خود نگر:** اپنے آپ کو دیکھنے والی، یعنی اپنی ذات اور اپنے ماحول سے پوری طرح آگاہ۔ **خود گیر:** اپنے آپ کو پکڑنے والی، مراد اپنی حفاظت اور ہر بات کے حل کی طاقت رکھنے والی۔

سُلطانی

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سُلطانی

یہی مقام ہے مومن کی قُوّتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِّ سُبحانی

یہ جبر و قہر نہیں ہے، یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

کِیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

ہوا حریفِ مہ و آفتاب تُو جس سے
رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ دُرخشانی

سلطانی: غلبہ، دبدبہ، حکومت۔ بے پردہ: بالکل ظاہر، کسی رکاوٹ کے بغیر نظر آنے والی۔ روحِ قرآنی: قرآن کی اصل حقیقت اور پیغام۔ قاہری: غلبہ یہاں مراد ایسی باطنی قوت جس سے کائنات کی تسخیر کی جائے۔ عیار: کسوٹی، کھرا کھوٹا پرکھنے والی چیز۔ ظلِ سبحانی: اللہ تعالیٰ کا سایہ مراد وہ انسان جس پر خدا کے انوار پڑتے ہوں، خدا کی تجلیوں کا پرتو، دنیا پر حکومت کرنے والا۔ جبر و قہر: مجبور کرنا اور زبردستی یا غلبہ۔ جہاں بانی: دنیا پر حکومت کرنے کی کیفیت۔ مثالِ ماہ: چاند کی مانند۔ داغِ سجود: سجدوں کا نشان جو ماتھے پر پڑ جاتا ہے یعنی اللہ کی بہت عبادت کرنے اور صرف اسی سے ڈرنے کی حالت۔ فرنگی: انگریز، مغربی تہذیب۔ مہ و آفتاب: چاند اور سورج۔ دُرخشانی: چمک، روشنی۔

---

[1] ریاضِ منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

صُوفی سے

تری نگاہ میں ہے مُعجزات کی دُنیا
مری نگاہ میں ہے حادِثات کی دُنیا

تخیلات کی دُنیا غریب ہے، لیکن
غریب تر ہے حیات و ممات کی دُنیا

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری
بُلا رہی ہے تجھے مُمکنات کی دُنیا

مُعجزات: معجزہ کی جمع، ایسے کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں اور جو صرف پیغمبر، خدا کی دی ہوئی طاقت سے کر سکیں۔ حادِثات: حادثہ کی جمع، نئی نئی وجود میں آنے والی چیزیں یعنی مراد اس مادی دنیا میں ہر پل بدلتے حالات۔ تخیلات: تخیل کی جمع، خیال میں لانا، خیالات۔ غریب: مسافر، یہاں مراد عجیب، انوکھی۔ غریب تر: زیادہ عجیب۔ ممات: موت۔ ممکنات: ممکن کی جمع، مراد موجودات، اللہ کی ذات کے سوا جو کچھ اس دنیا میں ہے۔

اَفرنگ زدہ

(۱)

ترا وجود سراپا تجلّیِ افرنگ
کہ تُو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تُو، زرنگار و بے شمشیر!

(۲)

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا
وجود کیا ہے، فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

افرنگ زدہ: مراد مغربی تہذیب کا دلدادہ، جو اسلامی تعلیم و تہذیب سے دور ہو۔ وجود: مراد ہستی، ذات۔ سراپا: سر سے پاؤں تک، پورے طور پر۔ تجلّی: جلوہ، مراد مغربی تہذیب کا عکس / مرکز۔ عمارت گر: عمارت بنانے والا، معمار یہاں مراد اپنی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے والا۔ نیام: وہ غلاف جس میں تلوار رکھی جاتی ہے۔ زرنگار: سونے سے آراستہ، جس پر سونے کے تاروں سے بیل بوٹے بنائے گئے ہوں۔ بے شمشیر: تلوار کے بغیر، مراد بے کار یا جو کارآمد نہ ہو۔

ثابت: جو دلیل سے واضح ہو۔ جوہرِ خودی: خودی کی اہلیت اور قوت۔ نمود: ظاہر یا نمایاں ہونے کا عمل۔ بے نمود: جو ظاہر یا نمایاں نہ ہو۔

تصوّف[1]

یہ حکمتِ ملکُوتی، یہ علمِ لاہُوتی
حَرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سُرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ عقل جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

خِرد نے کہہ بھی دیا 'لا الہٰ' تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری
فروغِ صبح پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تصوّف: وہ علم جس کے ذریعہ دل کی صفائی اور نفس کا تزکیہ ہو۔ حکمتِ ملکوتی: ایسا فلسفہ جس کا تعلق فرشتوں کی دنیا سے ہو، مراد ریاضت اور عبادت۔ علمِ لاہُوتی: وہ علم جو خدا کی معرفت کے متعلق بحث کرے۔ حرم: چار دیواری، کعبہ یہاں مراد اسلام۔ درد: دکھ یعنی اسلام کو پہنچنے والا نقصان۔ درماں: علاج، چارہ۔ ذکرِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے کا عمل۔ مُراقبے: مراقبہ کی جمع، گردن جھکا کر اور

مادی دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوبے رہنے کی حالت۔ مہ و پرویں: چاند اور ستارے شورشِ پنہاں: چھپا ہوا جوش و جذبہ، مراد عشقِ الٰہی کی کیفیات اور حالات۔ خرد: عقل۔ لا اِلٰہ: کوئی معبود نہیں (اللہ کے سوا)۔ تو کیا حاصل: تو کوئی فائدہ نہیں۔ پریشاں: پھیلا ہوا، منتشر، بے ربط۔ فروغِ صبح: صبح کی روشنی جو پوری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔

۱؎ ریاضِ منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

ہندی اِسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
وحدت ہو فنا جس سے وہ اِلہام بھی اِلحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قُوّتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

اے مردِ خدا! تجھ کو وہ قُوّت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید
جس کا یہ تصوّف ہو وہ اسلام کر ایجاد

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

وحدتِ افکار: خیالات ایک جیسے ہونا، سب خیالات پر باہم متفق ہونا۔ اِلہام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وسیلے کے بغیر کسی خیال کا دل میں نازل ہونا۔ اِلحاد: اللہ کے وجود کا انکار۔ غار: پہاڑ کے اندر جو کھوہ ہوتی ہے۔ مسکینی: مراد عاجزی، محتاجی۔ محکومی: غلامی، غیر قوم یا قوموں کا مطیع ہو کے رہنا۔ نومیدیِ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کی نا امیدی/ مایوسی۔ ایجاد: وجود میں لانے کا عمل، کوئی نئی چیز بنانا۔ ناداں: جسے کچھ علم نہ ہو، بے علم، بے خبر۔

غزل

دلِ مُردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کُہن کا چارہ

ترا بحر پُرسکوں ہے، یہ سکُوں ہے یا فسُوں ہے؟
نہ نہنگ ہے، نہ طُوفاں، نہ خرابیِ کنارہ!

تُو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزۂ ستارہ

ترے نَیستاں میں ڈالا مرے نغمۂ سحَر نے
مری خاکِ پے سپَر میں جو نہاں تھا اک شرارہ

نظر آئے گا اُسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آگئی میسّر مری شوخیِ نظارہ

دلِ مُردہ: مرا ہوا دل، یعنی جذبوں سے خالی دل۔ مرضِ کُہن: پرانا مرض، جہالت، نادانی وغیرہ۔ چارہ: علاج
بحر: سمندر، مراد دل۔ پُرسکوں: جس میں کوئی طوفان ہو یعنی جذبوں سے خالی۔ فسوں: جادو۔ اصل لفظ افسوں۔
نہنگ: مگرمچھ، مراد چھوٹے موٹے جذبے۔ خرابیِ کنارہ: ساحل کی تباہی یا بربادی۔ ضمیرِ آسماں: آسمان کا

باطن، مراد تقدیر۔ غمزۂ ستارہ: ستارے کا ناز نخرہ، مراد تقدیر کا چکر۔ نیستاں: بانسوں کا جنگل جس میں معمولی سی چنگاری پڑنے پر بھی آگ بھڑک اٹھتی ہے یہاں مراد دل۔ نغمۂ سحر: صبح کا نغمہ، مراد قوم کو بیدار کرنے والی شاعری۔ خاک بے سپر: جلنے والی خاک، مراد خود شاعر یا اس کا دل۔ شرارہ: چنگاری، مراد جذبے/ افکار۔ جہانِ دوش و فردا: گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کی دنیا، مراد یہ دنیا، یہ کائنات۔ شوخیِ نظارہ: دیکھنے کی قوت کی تیزی، مراد گہری بصیرت۔

دُنیا

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بُوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتھر، یہ نگیں ہے

دیتی ہے مری چشمِ بصیرت بھی یہ فتویٰ
وہ کوہ، یہ دریا ہے، وہ گردُوں، یہ زمیں ہے

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا
تُو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے، نہیں ہے!

بوقلمونی: مختلف یا کئی رنگوں کا ہونا، رنگا رنگی۔ نگیں: نگینہ، قیمتی پتھر۔ چشمِ بصیرت: مراد دور تک یا گہرائی تک دیکھنے والی آنکھ کسی بات کی تہ تک پہنچنے والی نگاہ۔ فتویٰ: شرعی یا مذہبی فیصلہ، یہاں مراد بتانا (یعنی بتاتی ہے)۔ گردوں: آسمان۔ حق بات: سچی اور کھری بات۔

نماز

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

بھیس: شکل، صورت، روپ. پیر: بوڑھا. آدم: مراد انسان. جواں ہیں: یعنی اس طرح برقرار ہیں، پوجے جا رہے ہیں. لات و منات: قبل از اسلام کے وہ بت جن کی عرب میں پوجا ہوا کرتی تھی، مراد غیر شرعی مفادات اور خواہشات. گراں: بوجھل، بھاری.

وحی[1]

عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات

فکر بے نور ترا، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات!

وحی: اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو جبرئیلؑ کے ذریعے پیغام۔ بے مایہ: جس کی کوئی قیمت نہ ہو، بے قدر، حقیر۔ سزاوار: اہل یا کسی چیز کے لائق ہونا۔ ظن و تخمیں: گمان اور اندازہ۔ زبوں: خوار، عاجز، ناتواں۔ کارِ حیات: زندگی کا کام، مراد زندگی کے معاملات۔ بے نور: جس میں روشنی نہ ہو، مراد پُرتاثیر/ ٹھوس نہ ہونا۔ جذبِ عمل: عمل کی کشش، مراد اعلیٰ مقصد حاصل کرنے کا جذبہ۔ شبِ تارِ حیات: زندگی کی تاریک رات۔ ناخوب: جو اچھا نہ ہو۔ وا (ہونا): کھلنا، مراد یہ مسئلہ حل کیونکر ہو۔ شارح: تشریح کرنے والا۔ اسرارِ حیات: زندگی کے بھید۔

---

[1] بیاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) میں لکھے گئے۔

شکست

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صُوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ اَلَست

فقیہِ شہر بھی رُہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

گریز کشمکشِ زندگی سے، مَردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست!

شکست: مراد جدوجہد نہ کرنا اور ہمت ہار کر بیٹھے رہنا۔ **مجاہدانہ حرارت**: ایسی گرمی یعنی ایسا جوش وجذبہ جس میں مجاہد کے سے عمل اور جہاد کی شان ہو۔ **شرابِ الست**: ایسی شراب یعنی صوفی کا ایسا ذکر و فکر جس کا تعلق صرف خدا کی ذات سے ہو۔ الست اشارہ ہے سورۂ اعراف کی ایک آیت کی طرف جس میں خدا تعالیٰ نے روحوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں'' تو سب نے ہاں میں جواب دیا۔ **فقیہِ شہر**: شہر کے مفتی، مراد ملک کے مسلمان علما۔ **رُہبانیت**: عیسائیوں کے پادریوں کی ترکِ دنیا کی حالت۔ **جنگ دست بدست**: ہاتھوں ہاتھ جنگ، مراد حق بات کہنے پر برصغیر کے برطانوی حکمرانوں سے کھلم کھلا لڑائی۔ **گریز**: بچنا۔ **کشمکشِ زندگی**: زندگی کی کھینچا تانی، یعنی زندگی کے ہنگامے۔

عقل و دِل

ہر خاکی و نُوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خداداد کی زد سے

عالم ہے غلام اس کے جلالِ ازلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ اُلجھتا ہے خرد سے

نوری: مراد فرشتہ۔ عقلِ خداداد: خدا کی دی ہوئی عقل۔ زد: نشانہ۔ جلالِ ازلی: ایسا رعب و دبدبہ اور شان و شوکت جو ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے۔

مستیِ کردار

صُوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
مُلّا کی شریعت میں فقط مستیِ گُفتار

شاعر کی نوا مُردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پَے میں فقط مستیِ کردار

مستیِ کردار: عمل یا جدوجہد میں جوش و جذبہ کا انداز. طریقت: اپنی ذات / نفس کو نفسانی خواہشوں سے پاک رکھنے کے اصول یعنی صوفیوں کا مسلک. مستیِ احوال: تصوف کی اِصطلاح میں صوفیوں کے وجد کی کیفیت. مستیِ گفتار: باتوں کی مستی، یعنی صرف وعظ کرنا، جدوجہد و عمل نہ کرنا. نوا: آواز یعنی شاعری. مُردہ: مَری ہوئی، مراد تاثیر سے خالی. افسردہ: بُجھی ہوئی، بے اثر. افکار: فکر کی جمع، خیالات. سرمست: بہت مست. خوابیدہ: سویا ہوا / سوئی ہوئی، بے عملی کی حالت. بیدار: جاگنے والا / والی، عمل کی حالت. مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا دلیر، مراد مردِ مومن. رگ و پے: جسم کا رُواں رُواں.

قبر

مرقد کا شبستاں بھی اُسے راس نہ آیا
آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے

خاموشیِ افلاک تو ہے قبر میں لیکن
بے قیدی و پہنائیِ افلاک نہیں ہے

مرقد: سونے یا آرام کرنے کی جگہ، مراد قبر۔ **شبستاں**: رات کو سونے کی جگہ۔ **راس نہ آیا**: موافق یا مزاج کے مطابق نہ ہوا۔ **قلندر**: خدا کا فقیر یعنی محبوبِ حقیقی کی ذات میں خود کو فنا کرنے والا صوفی۔ **تہِ خاک**: مٹی کے نیچے یعنی قبر میں۔ **خاموشیِ افلاک**: آسمانوں کی خاموشی۔ **بے قیدی**: قید میں نہ ہونا، آزادی۔ **پہنائیِ افلاک**: آسمانوں کی وسعت/پھیلاؤ۔

قلندر کی پہچان

کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد

جاتا ہے جدھر بندۂ حق، تُو بھی اُدھر جا!

ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ

بچتا ہوا بُنگاہِ قلندر سے گزر جا

میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہوں گا

چڑھتا ہُوا دریا ہے اگر تُو تو اُتر جا

توڑا نہیں جادُو مری تکبیر نے تیرا؟

ہے تجھ میں مُکر جانے کی جُرأت تو مُکر جا!

مہر و مہ و انجم کا محاسِب ہے قلندر

ایّام کا مَرکب نہیں، راکِب ہے قلندر

درویشِ جواں مَرد: خدا کی محبت میں فنا دلیر اور نڈر انسان۔ بندۂ حق: اللہ کا بندہ یعنی مردِ مومن۔ بُنگاہِ قلندر: قلندر کا ٹھکانا۔ محتاج: حاجت مند، ضرورت مند۔ چڑھتا ہوا دریا: وہ دریا جس میں طغیانی آئی ہوئی ہو۔ تکبیر: اللہ کی عظمت/بڑائی کا بیان۔ مُکر جانا: اپنی بات سے پھر جانا، سچی بات کو جھٹلانا۔ جرأت: دلیری، بہادری۔ مہر و مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے۔ محاسب: حساب کرنے والا، مراد پوچھ گچھ کرنے والا، حکومت کرنے والا۔ ایام: یوم کی جمع، دن بمعنی زمانہ۔ مَرکب: سواری، مراد محکوم یا غلام۔ راکب: سوار، مراد حکمران/حاکم۔

فلسفہ

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ مَیں بھی
مُدّت ہوئی گزرا تھا اسی راہ گزر سے
الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدَف سے کہ گُہر سے!
پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں
وہ عقل کہ پا جاتی ہے شُعلے کو شرر سے
جس معنیِ پیچیدہ کی تصدیق کرے دل
قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گُہر سے
یا مُردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لِکھا نہ گیا خونِ جگر سے

فلسفہ: علم کی ایک شاخ، حکمت، وہ علم جو اشیا کے وجود کی حقیقتوں اور اسباب سے متعلق بحث کرتا ہے۔ خفی: چُھپے ہوئے۔ جلی: روشن، واضح۔ الفاظ کے پیچ: لفظوں کا اُلٹ پھیر، اُلجھنا: پڑنا۔ غوّاص: غوطہ لگانے والا، جو دریا کی تہ میں موتی تلاش کرتا ہے۔ حلقۂ اربابِ جنوں: یہاں مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہوئے انسانوں کا حلقہ، گہری بصیرت والے۔ معنیِ پیچیدہ: مشکل معنی۔ تصدیق: کسی بات یا معاملے کے صحیح ہونے کی گواہی دینا۔ تابندہ گہر: چمکتا ہوا موتی۔ گرفتار: پکڑا ہوا، مبتلا۔ خونِ جگر: مراد جہاد اور عشق کا جذبہ۔

مردانِ خُدا

وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حَرب ہے جس کی تمام عیّاری

ازل سے فطرتِ اَحرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کُلہ داری

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
اُنھی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

وجود اُنھی کا طوافِ بُتاں سے ہے آزاد
یہ تیرے مومن و کافر، تمام زنّاری!

بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن۔ ضرب: وار، حملہ۔ کاری: پورے اثر والی/والا۔ حرب: لڑائی، جنگ۔ ازل سے: مراد شروع سے (ازل: ایسا وقت جس کا نہ کوئی آغاز ہو نہ انتہا)۔ فطرتِ اَحرار: آزاد انسانوں کی سرشت/طبیعت۔ دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے۔ قلندری: قلندر ہونے کی کیفیت۔ قبا پوشی: قبا (ایک خاص قسم کا لباس) پہننے کی حالت، مراد مذہبی عالم یا شیخ ہونا۔ کُلہ داری: کُلاہ یعنی تاج رکھنے کی کیفیت، مراد بادشاہت۔ طوافِ بتاں: بتوں کے گرد چکر لگانا، عبادت کا انداز۔ زنّاری: زنّار پہنے ہوئے، مراد بُت پرست۔

کافر و مومن

کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
تُو ڈھونڈ رہا ہے سَمِ افرنگ کا تریاق؟

اک نکتہ مِرے پاس ہے شمشیر کی مانند
بُرّندہ و صَیقل زدہ و روشن و بَرّاق

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گُم اس میں ہیں آفاق!

خضر: حضرت خضرؑ جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں۔ سمِ افرنگ: انگریزوں کا زہر، مراد مغربی تعلیم و تہذیب۔ تریاق: زہر کا اثر مٹانے والی دوا۔ بُرّندہ: کاٹنے والی، تیز۔ صَیقل زدہ: بہت چمکتی ہوئی۔ بَرّاق: چمکیلی، روشن، واضح۔ گُم ہے: کھویا ہوا ہے یعنی صرف اسی دنیا میں گُم ہے۔ آفاق: اُفق کی جمع، آسمان کا کنارہ، مراد دنیاوی معاملات۔

مہدیِ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدتِ گفتار ہے، نے جدتِ کردار

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کُہنہ خَم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار

دُنیا کو ہے اُس مہدیِ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نِگہ زلزلۂ عالمِ افکار

مہدیِ برحق: حقیقی یا صحیح مہدی۔ زنداں: قید۔ ثوابت: ثابت کی جمع، وہ ستارہ جو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہتا ہے مراد جدوجہد نہ کرنے والے انسان۔ سیار: گردش کرنے والے ستارے جدوجہد کرنے والے۔ پیرانِ کلیسا: کلیسا کے بزرگ یعنی عیسائیوں کے مذہبی رہنما۔ شیخانِ حرم: مراد مسلمانوں کے مذہبی رہنما۔ جدتِ گفتار: نئی باتیں (موجودہ دور کے حالات کے مطابق)۔ خم و پیچ: مراد طور طریقے۔ افلاسِ تخیل: سوچ کی مفلسی، یعنی ایسی قوتِ فکر جو ایک ہی ڈگر پر قائم ہے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ زلزلہ: بھونچال، مراد جو ایک زبردست انقلاب پیدا کر دے۔ عالمِ افکار: افکار کی دنیا، سوچوں یا نظریات کی دنیا۔

مومن[1]

(دُنیا میں)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

جچتے نہیں کُنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

جنت میں

کہتے ہیں فرشتے کہ دل آویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے، کم آمیز ہے مومن

حلقۂ یاراں: دوستوں کا حلقہ / جماعت، مومنوں کا حلقہ۔ بریشم: ریشم مراد نرم یا نرم مزاج۔ رزمِ حق و باطل: سچ اور جھوٹ یعنی اسلام اور کفر کی جنگ (یہ شعر دراصل سورۃ المائدہ آیت ۵۴ کے ایک ٹکڑے کا منظوم ترجمہ ہے)۔ افلاک: فلک بمعنی آسمان کی جمع۔ حریفانہ کشاکش: دشمنوں کی سی کھینچا تانی، دشمن کے ساتھ شدید اختلاف اور ٹکراؤ۔ جچتے نہیں: نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں۔ کنجشک: چڑیا، مراد قوم / قومیں۔ حمام: کبوتر، مراد کمزور افراد / قومیں۔ جبریل: حضرت جبرئیلؑ، مراد بلند سے بلند قوتیں یا عالمِ بالا۔ سرافیل: حضرت اسرافیلؑ جو قیامت کے روز صور پھونکیں گے (اس سے بھی جبریل والی بات مراد ہے)۔

دل آویز: دل پسند، دل کو بھانے والا۔ کم آمیز: دوسروں میں کم اٹھنے بیٹھنے والا۔

---

۱ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

محمد علی باب

تھی خوب حضورِ عُلما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعرابِ سمٰوٰت

اُس کی غلَطی پر عُلما تھے متبسّم
بولا، تمھیں معلوم نہیں میرے مقامات

اب میری امامت کے تصدّق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اعراب میں قرآں کے آیات!

محمد علی باب: میرزا محمد علی باب کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔ ۱۲۶۰ ہجری میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کر دے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس اعتبار سے باب یعنی دروازہ ہے کہ جب تک لوگ اس کے افکار کے دروازے سے نہ گزر لیں ان پر یہ بات واضح نہ ہوگی کہ امام مہدی اور مسیح موعود کب اور کس طرح ظہور فرمائیں گے۔ یہ بابی مذہب کا بانی تھا۔ ۱۸۵۰ء میں قتل ہوا۔ **حضورِ علماء:** عالموں کے سامنے۔ **باب:** دروازہ، یہاں مراد محمد علی باب۔ **اعرابِ سمٰوٰت:** لفظ سماوات کے زیر زبر، یعنی تلفظ (سماوات جمع سما بمعنی آسمان)۔ **متبسم:** ہنسنا، یعنی علما ہنس رہے تھے۔ **مقامات:** منزلیں، مرتبے۔ **امامت:** رہنمائی، پیشوائی۔ **تصدق:** مراد طفیل، کسی چیز کے طفیل، بدولت۔ **محبوس:** حبس کیے گئے، بند یا قیدی۔ **اعراب:** زیر، زبر وغیرہ، کسی لفظ کا تلفظ۔ **آیات:** آیت بمعنی نشانی کی جمع، مراد قرآن کی آیتیں۔
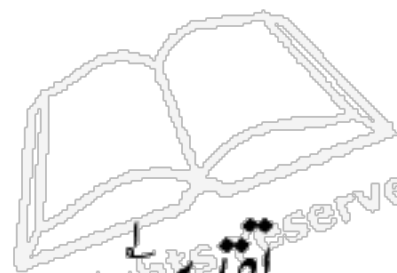
تقدیر[1]

(ابلیس و یزداں)

ابلیس

اے خدائے کُن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیِ نزدیک و دُور و دیر و زُود
حرفِ 'اِستکبار' تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں، مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

یزداں

کب کُھلا تجھ پر یہ راز، انکار سے پہلے کہ بعد؟

اِبلیس

بعد، اے تیری تجلّی سے کمالاتِ وجود!

یزداں

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیِ فطرت نے سِکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے 'تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود'
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلۂ سوزاں کو خود کہتا ہے دُود!

(ماخوذ از محی الدین ابن عربی)

خدائے کن فکاں: ''ہو جا اور وہ ہو گیا/ ہو گئی'' کا خدا، قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے، مراد کُل مخلوقات کا خدا۔ زندانیِ نزدیک و دور: نزدیک اور دور یعنی مکاں کا قیدی۔ دیر و زُود: دیر اور جلد یعنی زمان (وقت) مراد آدم زمان و مکاں کے چکر میں گرفتار ہے۔ حرفِ اِستکبار: تکبر یا بڑائی کی بات۔ مشیّت: مرضی یعنی خدا کی مرضی۔ یزداں: خدا۔ کب کھلا: کب روشن یا ظاہر ہوا۔ تجلّی: جلوہ۔ کمالاتِ وجود: وجود کے کمالات یعنی کائنات کی تخلیق میں قدرت کے جو کمالات نظر آتے ہیں۔ پستیِ فطرت: فطرت یعنی طبیعت کا گھٹیاپن۔ حجت: دلیل۔ شعلۂ سوزاں: جلا دینے والا شعلہ۔ دُود: دھواں۔

---

[1] یہ نظم مشہور صوفی محی الدین ابن عربی (وفات ۱۲۴۰ء) کی تحریر سے اخذ کی گئی ہے۔

اے رُوحِ محمدؐ

شیرازہ ہُوا ملّتِ مرحوم کا اَبتر
اب تُو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے!

وہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عَرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں، وہ طوفان کدھر جائے

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے رُوحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

شیرازہ: کتاب کی جز بندی والا فیتہ، یہاں مراد نظام، بندوبست۔ **ملّتِ مرحوم:** وہ قوم جس پر رحم / رحمت خداوندی ہو، یہاں مراد اُمتِ مُسلمہ۔ **اَبتر:** بُرا۔ **لذّتِ آشوب:** مراد دین سے بے حد عشق کا ذوق، جوش و جذبہ۔ **بحرِ عرب:** عرب میں واقع سمندر کا نام، عرب قوم، مراد دنیا کے مسلمان۔ **پوشیدہ:** چُھپا ہوا۔ **بے قافلہ و راحلہ و زاد:** قافلے، سواری اور سامانِ سفر کے بغیر۔ **کوہ و بیاباں:** پہاڑ اور جنگل۔ **حُدی خوان:** حُدی پڑھنے والا، وہ آدمی جو اونٹوں کے قافلے کے آگے ایسے شعر پڑھتے ہوئے چلتا ہے جن سے اونٹ مست ہو کر تیز چلنے لگتا ہے۔ **فاش کر:** ظاہر کر، کھول دے۔ **آیاتِ الٰہی:** خدا کی نشانیاں۔

مدنیّتِ اسلام

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں

طلوع ہے صفتِ آفتاب اس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں!

نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری
نہ اس میں عہدِ کُہن کے فسانہ و افسوں

حقائقِ ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسمِ افلاطوں!

عناصر اس کے ہیں رُوح القدُس کا ذوقِ جمال
عجم کا حُسنِ طبیعت، عرب کا سوزِ دروں!

مدنیت: تہذیب، تمدن۔ نہایت اندیشہ: غور و فکر کی انتہا۔ کمالِ جنوں: عشق کا کامل ہونا۔ صفت آفتاب: سورج کی طرح۔ یگانہ: مراد جس کی کوئی مثال نہ ہو۔ مثالِ زمانہ: زمانے کی طرح۔ گوناگوں: رنگ رنگ یا قسم قسم کا۔ عصرِ رواں: چلتا ہوا زمانہ، مراد موجودہ جدید دور۔ فسانہ و افسوں: افسانہ اور جادو، مراد ایسی باتیں یا کہانیاں جن میں کوئی حقیقت نہ ہو۔ حقائقِ ابدی: ایسی حقیقتیں جو ہمیشہ برقرار رہیں۔ اساس: بنیاد۔ طلسم

افلاطوں: افلاطون کا جادو، مشہور یونانی فلسفی افلاطون کے فلسفے کے مطابق یہ کائنات اور زندگی سب محض ایک جادو ہے یعنی ان کی اپنی کوئی حقیقت یا وجود نہیں ہے۔ **عناصر**: عنصر بمعنی مادہ کی جمع، مادہ یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا جن سے مادی جسم ترکیب پاتا ہے۔ **رُوح القدس**: مقدس روح، مراد حضرت جبرئیلؑ۔ **ذوقِ جمال**: حُسن و خوبی کا جذبہ / شوق۔ **عجم**: غیر عرب علاقے / ملک، یہاں مراد ایران وغیرہ۔ **حُسنِ طبیعت**: ذہن کا فطری حُسن کو پسند کرنے کا ذوق۔ **عرب کا سوزِ دروں**: یعنی عربوں کا سا سوز و گداز۔

اِمامت

تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اَسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئنے میں تجھ کو دِکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دُشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

اِمامت: پیشوائی، رہبری۔ صاحبِ اَسرار: چھپی حقیقتوں سے واقف۔ امامِ برحق: حقیقی رہنما۔ حاضر و موجود: مراد موجودہ زمانے کی برائیاں / خرابیاں۔ بیزار: نفرت کرنے والا۔ رُخِ دوست: دوست کا چہرہ مراد اللہ کا دیدار۔ احساسِ زیاں: نقصان کا احساس۔ لہو گرما دے: جوش و جذبہ پیدا کر دے۔ سان: وہ پتھر جس پر تلوار / چھری تیز کرتے ہیں۔ تلوار کرے: تیزی پیدا کر دے۔ فتنۂ ملّتِ بیضا: روشن ملت یعنی ملّتِ اسلامیہ کے لیے خرابی کا باعث۔ پرستار: پرستش کرنے والا، مراد حاکموں کی چاپلوسی کرنے والا۔

فقر و راہبی

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک، فقر و رُہبانی

سکُوں پرستیِ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

پسند رُوح و بدن کی ہے وا نمود اس کو
کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عُریانی

وجود صَیرفیِ کائنات ہے اُس کا
اُسے خبر ہے، یہ باقی ہے اور وہ فانی

اُسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بُو کی طغیانی

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی

رہبانی: ترکِ دنیا کی کیفیت۔ سکوں پرستی: سکون سے محبت یعنی جدوجہد نہ کرنا۔ فقر: خدا اور رسولؐ خدا سے محبت کی بنا پر غیر شرعی اور نفسانی و دنیاوی خواہشات سے بچنے کی کیفیت۔ فقیر: درویش، خدا مست، عشقِ حقیقی میں ڈوبا ہوا شخص۔ سفینہ: کشتی۔ طوفانی: جو طوفان میں پھنسا/ پھنسی ہو۔ وا نمود: دکھانے یا ظاہر کرنے کی کیفیت، مراد نمائش۔ نہایتِ مومن: مومن کی انتہا۔ خودی کی عریانی: مراد خودی کو عملی طور پر سامنے لانا۔ صیرفی کائنات: کائنات کے کھرے کھوٹے کو پرکھنے والا۔ پیشِ نگاہ: نظروں کے سامنے۔ رنگ و بو کی طغیانی: رنگ اور خوشبو کا طوفان مراد اس دنیا کی فانی اور عارضی خوبصورتی وغیرہ کی کثرت۔ دولتِ سلمانی: حضرت سلمانؓ فارسی (صحابی، وفات ۳۳ھ/ ۶۵۳ء) کی دولت، یعنی بہت زہد اور تقویٰ اور باطنی پاکیزگی۔ سلیمانی: حضرت سلیمانؑ، مراد حکمرانی، اشارہ ہے اس دور کی طرف جب آغازِ اسلام میں مسلمان دنیا پر چھا گئے تھے۔

غزل

تیری متاعِ حیات علم و ہُنر کا سُرور
میری متاعِ حیات ایک دلِ ناصبور!

معجزۂ اہلِ فکر، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، مُوسیٰؑ و فرعون و طُور

مصلحتاً کہہ دیا مَیں نے مسلماں تجھے
تیرے نَفَس میں نہیں، گرمیِ یومُ النّشور

ایک زمانے سے ہے چاک گریباں مِرا
تُو ہے ابھی ہوش میں، میرے جنوں کا قصور!

فیضِ نظر کے لیے ضبطِ سخن چاہیے
حرفِ پریشاں نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور

متاعِ حیات: زندگی کا سرمایہ / دولت۔ **علم و ہنر**: فلسفہ و حکمت اور فن وغیرہ۔ **دلِ ناصبور**: بے صبر دل۔ **اہلِ فکر**: فلسفہ و حکمت جاننے والے، فلسفی جو بہت غور و فکر کرتے ہیں۔ **فلسفۂ پیچ پیچ**: بہت اُلجھا ہوا یعنی مشکل فلسفہ۔ **اہلِ ذکر**: اللہ کی یاد میں کھوئے ہوئے لوگ، مومنین۔ **موسیٰ و فرعون و طور**: حضرت موسیٰؑ، فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا، طور جس پر حضرت موسیٰؑ، خدا سے ہمکلام ہوئے مراد مردِ مومن بڑی سے بڑی طاقت سے بھی ٹکرا جاتا اور اللہ کے جلوے سے بھی فیضیاب ہوتا ہے۔ **گرمیٔ یوم النشور**: اُٹھنے کے دن (قبروں سے مُردوں کے اُٹھنے کے دن) یعنی روزِ قیامت کی گرمی، ایک مردِ مومن کا سا جوش و جذبہ۔ **فیضِ نظر**: کسی اللہ والے کی نگاہ یعنی اس کی صحبت سے پہنچنے والا فائدہ / برکت۔ **ضبطِ سخن**: بات قابو میں رکھنا، حدِ ادب میں رہ کر بات کرنا۔ **حرفِ پریشاں**: بکھری ہوئی بات، بے تکی بات جو موقع کے مطابق نہ ہو۔ **اہلِ نظر**: مراد بصیرت والے لوگ جو چھپے اسرار کو مختلف نشانیوں سے سمجھ لیتے ہیں۔ **حضور**: سامنے، موجودگی۔ **خوار**: ذلیل، رسوا۔ **جسور**: جسارت والا، دلیر، نڈر۔ **غیور**: غیرت والا۔

تسلیم و رضا

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا

ظلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا
ہر لحظہ ہے دانے کو جنوں نشو و نما کا

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا، ملکِ خدا تنگ نہیں ہے!

تسلیم: سپرد کرنا، مراد خدا کی مرضی پر راضی رہنا۔ رضا: راضی ہونا، خوشی، خدا کی مرضی پر خوش رہنا۔ نکتۂ پیچیدہ: مشکل اور غیر واضح گہری بات۔ پیدا: ظاہر۔ پہنائے فضا: فضا کی وسعت / پھیلاؤ۔ ظلمت کدۂ خاک: مٹی کی تاریک جگہ یعنی زمین کے اندر۔ شاکر: شکر کرنے والا یعنی قناعت کرنے والا۔ ہر لحظہ: ہر پل، ہر گھڑی۔ جنوں: پاگل پن، مراد جوش۔ نشو و نما: بڑھنے پھولنے کا عمل۔ فطرت: قدرت، طبیعت۔ تقاضا: خواہش۔ مقصود: مقصد، غرض۔ جرأت: دلیری، بے خوفی۔ نمو: بڑھنے پھولنے کا عمل۔

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا اِلٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

سُرورِ جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تُو حرب وضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روِش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

رمزِ شوق: خدا سے عشق وجذبہ کا بھید۔ **پوشیدہ**: چھُپی ہوئی۔ **لا اِلٰہ**: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ **طریقِ شیخ**: مُلّا یا واعظ کا طریقہ / راستہ۔ **فقیہانہ**: فتویٰ دینے والوں کی طرح۔ **حق وباطل**: سچ اور جھوٹ، مراد اسلام اور کفر۔ **کارزار**: لڑائی، جنگ۔ **حرب وضرب**: لڑائی اور وار کرنا، باہمی جنگ۔ **بیگانہ**: ناواقف۔ **بندۂ حُر**: آزاد انسان یعنی مردِ مومن۔ **مشاہدات**: مشاہدہ کی جمع ایسی باتیں جو آنکھوں سے دیکھی اور سمجھی گئی ہوں۔ **روِش**: طور طریقہ۔ **گدایانہ**: فقیروں کا سا۔

اِلہام اور آزادی

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ اِلہام
ہے اس کی نِگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز

اس کے نفَسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چمَنِستاں شرر آمیز

شاہیں کی ادا ہوتی ہے بُلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مُرغانِ سحر خیز!

اُس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صُحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

محکوم کے اِلہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صُورتِ چنگیز

اِلہام: کسی وسیلے کے بغیر خدا کی طرف سے انسان کے دل میں کوئی خیال آنا۔ صاحبِ اِلہام: جس کو الہام ہوتا ہو، جس کے دل پر خدا کوئی ہدایت یا خیال نازل کرتا ہے۔ مہمیز: گھوڑے کو ایڑ لگانے کی میخ، یہاں مراد فکر و عمل کی تحریک کو تیز کرنے والی۔ نفَسِ گرم: گرم سانس، مراد عشق کا سوز و جذبہ۔ چمنستان: چمن کی جگہ، مراد

جہاں بہت پھول ہوں۔ شرر آمیز: چنگاریوں سے بھری ہوئی، یعنی سرخ رنگ کے پھول کھل اٹھتے ہیں۔ شاہیں: عقاب کی قسم کا ایک سفید شکاری پرندہ، مراد مرد خود آگاہ۔ مرغانِ سحر خیز: صبح کو اٹھتے یعنی چہچہانے والے پرندے، باذوق مسلمان۔ مرد خود آگاہ: مرد مومن جو اپنی پوشیدہ قوتوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ خدا مست: خدا کے عشق میں ڈوبا ہوا۔ شکوہِ جم و پرویز: جمشید اور پرویز کا سا جاہ و جلال۔ جمشید اور پرویز قبل از اسلام کے ایران کے دو عظیم بادشاہ یہاں مراد بہت عظیم، شان و شوکت۔ غارت گر: لوٹنے اور تباہ کرنے والا۔ صورتِ چنگیز: چنگیز کی مانند، مراد بہت ظالمانہ۔ چنگیز منگولوں کا انتہائی ظالم سردار جس نے ۶۱۶ھ/ ۱۲۱۹ء میں ایران پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا۔

جان و تن

عقل مُدّت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
رُوح کس جوہر سے، خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے

میری مشکل مستی و شور و سُرور و درد و داغ
تیری مشکل، مے سے ہے ساغر کہ مے ساغر سے ہے

اِرتباطِ حرف و معنی، اِختلاطِ جان و تن
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

پیچاک: اُلجھن، مشکل، پیچیدگی۔ اُلجھی ہوئی: پھنسی ہوئی۔ جوہر: وہ مادہ جس سے آگے کوئی چیز تیار کی جائے۔ خاکِ تیرہ: سیاہ مٹی، مراد جسم، تن۔ شور و سُرور: جوش و جذبہ اور کردار کی مستی۔ درد و داغ: مراد حقیقی عشق کا سوز و غم۔ اِرتباط: ایک دوسرے سے تعلق یا ربط۔ اِختلاط: میل جول، باہم مل بیٹھنا، یک جا ہونا۔ اُخگر: چنگاری۔ قبا پوش: قبا یا لباس پہنے ہوئے۔ خاکستر: راکھ۔

لاہور و کراچی

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے، فقط عالمِ معنی کا سفر

اُن شہیدوں کی دِیَت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

آہ، اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرفِ 'لَا تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَر'

عالمِ معنی: حقیقی دنیا، آخرت کی دنیا۔ دِیَت: خون بہا، یعنی خون کا بدلہ / قیمت۔ اہلِ کلیسا: کلیسا یعنی گرجا کے لوگ مراد عیسائی یعنی انگریزی حکومت۔ حرم: کعبہ۔ "لَا تَدعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَر": قرآنی سورۃ القصص آیت ۸۸ کا ایک ٹکڑا: اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو یعنی خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

نبوّت

مَیں نہ عارِف، نہ مُجدِّد، نہ مُحدِّث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام

ہاں، مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام

عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی مَیں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفَتِ ماہِ تمام

''وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں قوّت و شوکت کا پیام''

عارِف: ولی، جاننے والا، یہاں مراد خدا کی پہچان رکھنے والا۔ مُجدِّد: مراد کامل ولی جو ہر صدی میں پیدا ہوتا اور دینی و شرعی مسائل کی تجدید تبلیغ کے ذریعے کرتا ہے۔ مُحدِّث: حدیثِ رسول اکرمؐ کے علم کا ماہر۔ فاش: ظاہر۔ ضمیرِ فلک: آسمان کا باطن، یعنی آسمانی کتابوں میں جو کچھ تعلیم دی گئی ہے۔ نیلی فام: نیلے رنگ کا۔ شبِ تار: اندھیری رات، مراد بُرے حالات۔ صفت: مانند، طرح۔ ماہِ تمام: پورا چاند جو بہت روشن ہوتا ہے۔ برگِ حشیش: بھنگ کا پتّا/ بُوٹی۔ شوکت: رعب، دبدبہ۔

آدم

طلسمِ بُود و عدم، جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے، قادر نہیں ہے جس پہ سخن

زمانہ صبحِ ازل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دَو سے ہو سکا نہ کُہن

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وُجودِ حضرتِ انساں نہ رُوح ہے نہ بدن!

بود و عدم: ہونا اور نہ ہونا یعنی وجود کا ہونا اور نہ ہونا۔ قادر: قدرت / طاقت رکھنے والا / والی۔ سخن: بات، مراد زبان یا گویائی۔ صبحِ ازل: مراد تخلیقِ کائنات سے بھی پہلے سے۔ تگ و دَو: بھاگ دوڑ مراد کوشش۔ کھول کر: واضح طور پہ۔

مکّہ اور جنیوا

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم

تفریقِ مِلَل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم

مکّے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیّتِ اقوام کہ جمعیّتِ آدم!

مکہ اور جنیوا: مکہ سے مراد اسلام ہے اور جنیوا اشارہ ہے "مجلسِ اقوامِ عالم" (League of Nations) کی طرف جو مغربی ملکوں نے ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد قائم کی تھی اور جس کا صدر مقام جنیوا تھا۔ اس کا بظاہر مقصد دنیا میں امن قائم کرنا تھا لیکن در حقیقت کمزور ملکوں کو غلام بنانے کی کوشش تھی۔ صحبت: مل بیٹھنے کی کیفیت۔ وحدتِ آدم: انسانوں کا ایک ہونا یعنی رنگ، نسل، وطن اور قوم کا امتیاز نہ ہونا۔ مِلَل: ملت کی جمع، قومیں۔ حکمتِ افرنگ: مراد یورپی قوموں کی سیاست۔ ملتِ آدم: مراد تمام انسان ایک قوم کی صورت ہوں۔ جمعیتِ اقوام: مختلف قوموں کا اکٹھا ہونا، یہاں اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف، جو یورپ کی قوموں نے جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء) کے بعد تشکیل دی۔ جمعیتِ آدم: مراد تمام انسانوں کی ایک جماعت۔

اے پیرِ حرم

اے پیرِ حرم! رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سَحَری کا

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت!
دے ان کو سبق خود شِکنی، خود نِگری کا

تُو ان کو سِکھا خارا شگافی کے طریقے
مغرب نے سِکھایا انھیں فن شیشہ گری کا

دِل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارُو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظَری کا

کہہ جاتا ہوں مَیں زورِ جُنوں میں ترے اَسرار
مجھ کو بھی صِلہ دے مِری آشُفتہ سَری کا!

پیرِ حرم: چار دیواری کا بوڑھا، مراد صوفی یا مذہبی رہنما۔ رسم و رہِ خانقہی: خانقاہ میں بیٹھے رہنے کا طور طریقہ، مراد عمل اور جدوجہد سے دُور رہنا۔ مقصود: مطلب۔ نوائے سحری: صبح سویرے کا نغمہ، مراد شاعری۔ خود شکنی: خود کو توڑنے کا عمل، مراد اپنی کوتاہیوں خرابیوں کی اِصلاح۔ خودنگری: خود کو دیکھنے کا عمل، مراد اپنی ذات کی شناخت یعنی اپنی پوشیدہ قوتوں اور اہلیتوں سے باخبر ہونے کا عمل۔ خارا شگافی: سخت پتھر توڑنے کا عمل، مراد سخت جدوجہد اور محنت کرنے کا عمل۔ شیشہ گری: شیشہ بنانے کا عمل، مراد ظاہری بناؤ سنگھار۔ دارو: دوا، علاج۔ پریشاں نظری: کسی ایک مرکز پر نظر کا نہ جمنا، مراد اسلام پر پوری توجہ نہ ہونا۔ زورِ جنوں: مراد جذبات کی شدت۔ اَسرار: سِر بمعنی بھید کی جمع، راز کی باتیں۔ آشفتہ سری: دیوانہ پن، مراد ملتِ اسلامیہ سے بےحد محبت۔

مہدی

قوموں کی حیات ان کے تخیّل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سِکھاتا ہے ادب مُرغِ چمن کو

مجذوبِ فرنگی نے بہ اندازِ فرنگی
مہدی کے تخیّل سے کِیا زندہ وطن کو

اے وہ کہ تُو مہدی کے تخیّل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہُوئے مُشکیں سے خُتن کو

ہو زندہ کفن پوش تو میّت اُسے سمجھیں
یا چاک کریں مَردکِ ناداں کے کفن کو؟

مہدی: جسے خدا تعالیٰ نے حق کی طرف ہدایت کی ہو، حضرت مہدیؑ جن کا قیامت سے پہلے ظہور ہوگا۔ تخیل: قوتِ فکر، خیال میں لانا۔ موقوف: منحصر۔ مرغِ چمن: چمن / باغ کا پرندہ۔ مجذوبِ فرنگی: یہ اشارہ ہے اُس آدمی کی طرف جس نے انگریزوں کے اشارے پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن کی رُو سے انگریز کی اطاعت ضروری ہے۔ بہ اندازِ فرنگی: انگریزوں کے طور طریقے سے۔ آہُوئے مُشکیں: وہ ہرن جس کی مُشک کی خوشبو چاروں طرف مہکے، یہاں مراد امام مہدی جن کی تعلیمات سے دنیا میں امن و امان اور عدل و انصاف قائم ہوگا۔ خُتن: ترکستان کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن اپنی مُشک (ناف کے خون کے قطرے جمنے کے بعد تیز خوشبودار ہو جاتے ہیں) کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کفن پوش: کفن پہنے ہوئے، مراد مُردہ۔ چاک کریں: پھاڑ یا چیر ڈالیں۔ مَردکِ ناداں: بے وقوف اور جاہل، بالکل بے علم انسان۔

مردِ مسلمان

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان!

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن!

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان!

نئی آن: نئی آبرو/شان۔ گفتار: بولنا، باتیں کرنا۔ برہان: روشن دلیل۔ قہاری: قاہر ہونا، دشمنوں/کافروں پر سختی کرنے کی حالت۔ غفاری: بخشنے یا خطا معاف کر دینے کا عمل۔ قدوسی: خطاؤں اور گناہوں سے پاک ہونے کی کیفیت۔ جبروت: عظمت اور قوت، خدائی عظمت۔ عناصر: مراد ایسی اشیا جنھیں ملا کر ایک چیز بنائی جائے۔ بخارا، بدخشان: مراد کوئی بھی شہر۔ قاری: پڑھنے والا، مراد قرآن کریم پڑھنے والا۔ عیار: کسوٹی۔ میزان: ترازو مراد ایک سا، اللہ کی کسوٹی پر پورا اترنے والا/ گفتار اور کردار میں توازن والا۔ دل دہل جانا: ڈر کے مارے دل کا کانپ اٹھنا۔ فطرت: قدرت۔ سرودِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ کا ترانہ/نغمہ۔ آہنگ: لے، سُر۔ یکتا: ایک سا، بالکل ویسا ہی۔ صفتِ سورۂ رحمٰن: سورۂ رحمٰن کی مانند، پارہ ۲۷ کی ایک سورت جس میں یہ آیت "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" بار بار آئی ہے (تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)۔ کارگہِ فکر: فکر کا کارخانہ، مراد شعور میں، شاعری جس میں جہد و عمل کا پیغام ہے۔ انجم: نجم بمعنی ستارہ کی جمع، تارے۔ مقدر: قسمت، نصیب۔

پنجابی مسلمان

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کرلے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مُریدی کا تو ہَرتا ہے بہت جلد

تاوِیل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

تازہ پسند: نئی نئی چیزیں پسند کرنے والا۔ تحقیق: کسی بات/مسئلے کی حقیقت تک پہنچنے کا علم۔ بازی: کھیل۔
تاویل: کسی مسئلے/بات کے ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا مطلب جو صحیح نہ ہو۔ صیاد: شکاری۔

آزادی

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حُرّیتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد

قُرآن کو بازیچۂ تاوِیل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد!

حریتِ افکار: خیالات کی آزادی، ہر قسم کے خیالات کو کسی خوف کے بغیر ظاہر کرنا۔ خداداد: خدا کی دی ہوئی۔ آتش کدہ: آگ کا گھر، آتش پرستوں کی عبادت گاہ۔ پارس: (فارس) ایران کا صوبہ۔ آتش پرستی کا آغاز اسلام سے بہت پہلے، ایران میں ہوا تھا۔ بازیچہ: کھلونا۔ طرفہ تماشا: انوکھا یا عجیب منظر / کھیل۔ محبوس: جس کو قید کیا گیا، قیدی، یعنی اس پر صحیح عمل نہیں ہو رہا۔

اِشاعتِ اسلام فرنگستان میں

ضمیر اس مدنیّت کا دیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اُخوّت کا ہے نَسب پہ قیام
بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں
قبولِ دینِ مسیحی سے برہمن کا مقام
اگر قبول کرے، دینِ مصطفیؐ، انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

ضمیر: باطن، دل۔ مدنیّت: تہذیب و تمدن۔ نسب: خاندان، قبیلہ۔ دینِ مسیحی: عیسائی مذہب۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا۔ سیاہ روز: تاریک دن والا، مراد بدنصیب۔

لا و اِلاّ

فضائے نُور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بَر پیدا
سفر خاکی شبستاں سے نہ کر سکتا اگر دانہ

نہادِ زندگی میں ابتدا 'لا' انتہا 'اِلاّ'
پیامِ موت ہے جب 'لا' ہُوا 'اِلاّ' سے بیگانہ

وہ مِلّت رُوح جس کی 'لا' سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو، ہُوا لبریز اُس مِلّت کا پیمانہ

لا و اِلاّ: نہیں اور مگر سوائے، اشارہ ہے کلمہ طیبہ کی طرف: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ گویا ''لا'' ابتدا ہے اور ''اِلاّ'' انتہا۔ فضائے نُور: روشن فضا، مراد زمین کے باہر کی فضا۔ برگ و بر: پتے اور پھل (نشوونما پانے کا عمل)۔ خاکی شبستاں: مٹی کی بنی ہوئی رات گزارنے کی جگہ، مراد زمین کے اندر۔ نہادِ زندگی: زندگی کی بنیاد/جڑ یا اصل۔ بیگانہ: بے خبر، ناواقف۔ لبریز: بھرا ہوا، پُر۔ پیمانہ: پیالہ، جام، برتن۔

اُمرائے عرب سے [1]

کرے یہ کافرِ ہندی بھی جُرأتِ گُفتار
اگر نہ ہو اُمرائے عرَب کی بے ادبی!

یہ نکتہ پہلے سِکھایا گیا کس اُمّت کو؟
وِصال مُصطفوی، افتراق بُولہبی!

نہیں وجود حدُود و ثغُور سے اس کا
محمدِؐ عرَبی سے ہے عالمِ عرَبی!

اُمرا: امیر بمعنی سردار کی جمع۔ کافرِ ہندی: ہندوستان کا کافر (عرب، برصغیر کے مسلمانوں کو بھی کافر جانتے تھے)؛ یہاں مراد خود اقبال۔ وِصالِ مُصطفوی: مصطفیٰؐ سے وابستگی، یعنی حضور اکرمؐ اور اسلام سے محبت۔ افتراقِ بولہبی: بولہب سے کنارہ کشی یعنی کفر سے دور رہنے کی حالت (ابولہب: حضور اکرمؐ کا چچا اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)۔ حدود: حد کی جمع۔ ثغور: ثغر بمعنی سرحد (حدود و ثغور = مراد ممالک کی سرحدیں)۔

---

[1] بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

احکامِ الٰہی

پابندیِ تقدیر کہ پابندیِ احکام!
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مُقلِّد ابھی ناخوش، ابھی خورسند

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

پابندیِ احکام: مراد خدا نے جو کچھ حکم دیا ہے اس پر پوری طرح عمل کرنا۔ مُقلِّد: کسی کی پیروی کرنے والا، پیچھے چلنے والا۔ جمادات: جماد کی جمع، ہر بے جان چیز جو حرکت نہ کر سکے۔

موت

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دِل ناصُبور رہتا ہے

مہ و ستارہ، مثالِ شرارہ یک دو نفَس
مئے خودی کا ابد تک سُرور رہتا ہے

فرشتہ موت کا چھُوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دُور رہتا ہے!

لحد: قبر۔ غیب و حضور: غائب اور موجود ہونے کی کیفیت۔ مثالِ شرارہ: چنگاری کی مانند۔ یک دو نفس: ایک دو سانس، پَل، مراد بالکل عارضی۔ مئے خودی: خودی کی شراب، خودی میں ڈوبے رہنے کی حالت۔ وجود کا مرکز: مراد خودی، جس تک موت کے فرشتے کا ہاتھ نہیں پہنچتا۔

قُم باذنِ اللہ

جہاں اگرچہ دِگرگوں ہے، قُم باذنِ اللہ
وہی زمیں، وہی گردُوں ہے، قُم باذنِ اللہ

کِیا نوائے 'انا الحق' کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے، قُم باذنِ اللہ

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قُم باذنِ اللہ

قُم باذنِ اللہ: اُٹھ اللہ کے حکم سے (حضرت عیسیٰؑ کا ایک فقرہ جو وہ مُردوں کو زندہ کرتے وقت کہا کرتے تھے)۔ نوائے انا الحق: میں حق / خدا ہوں کی آواز، حسین بن منصور حلاج کا نعرہ، جس کا مطلب تھا کہ مجھ میں خدا ہے یعنی کائنات کے ہر ہر ذرّے میں خدا کا ظہور ہے مراد توحید۔ آتشیں: آگ والی، مراد عشق کی آگ والی، بیحد اثر والی۔ غمیں نہ ہو: غم نہ کر، بے فکر ہو جا۔ پراگندہ: بکھرا ہوا، منتشر۔ شعور: عقل، ذہانت، کھرا کھوٹا پرکھنے کی اہلیت۔ اُفسوں: جادو، فریب۔

تعلیم و تربیت

مقصود[1]

(سپنوزا)

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات کیا ہے، حضور و سُرور و نُور و وجود

(فلاطوں)

نگاہ موت پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات ہے شبِ تاریک میں شرر کی نمود

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

مقصود: اصلی غرض، مقصد۔ سپنوزا: ہالینڈ کا ایک فلسفی (وفات ۱۶۷۷ء) جو یہودی گھرانے میں پیدا ہوا۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے فلسفہ پڑھا۔ پھر مذہب سے برگشتہ ہونے کے سبب یہودیوں نے اسے وہاں سے نکال دیا۔ وہ ہیگ جا کر آباد ہو گیا اور عینکوں کے شیشے پالش کر کے روزی کماتا اور ساتھ ساتھ فلسفے کی کتابیں لکھتا رہا۔ مردِ دانشمند: عقل و شعور والا انسان۔ حضور: موجودگی، مراد خدا کی تجلیات آنکھوں کے سامنے ہونا۔ سُرور: خوشی، مراد روحانی مسرت۔ نُور: روشنی، جلوہ، عشق۔ وجود: پیدا ہونے کی کیفیت، مراد تمام کائنات میں خدا کا ظہور۔ شبِ تاریک: اندھیری رات۔ شرر کی نمود: چنگاری کے ظاہر ہونے کی حالت۔ اِلتفات: توجہ، کسی چیز کو اہمیت دینا۔ لائق: مستحق۔

---

[1] ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

زمانۂ حاضر کا انسان

"عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار"
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حِکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سُورج کی شعاعوں کو گرفتار کِیا
زندگی کی شبِ تاریک سحَر کر نہ سکا!

"عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار": عشق غائب ہے اور عقل اُسے (انسان کو) سانپ کی طرح ڈس رہی ہے (یعنی موجودہ دَور کا انسان عشق سے محروم......). تابع: ماتحت، حکم ماننے والی. فرمانِ نظر: نظر کا حکم، مراد عشق / بصیرت جو کچھ کہے. افکار کی دنیا: خیالات کی دنیا. خم و پیچ: اُلٹی سیدھی یا ٹیڑھی چال. ضرر: نقصان. شب تاریک: سیاہ رات، مراد دُکھوں مصیبتوں کی حالت.

اقوامِ مشرق

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق اُن کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدنیّت کہ جو ہے خود لبِ گور!

اقوامِ مشرق: مشرق کی قومیں، مشرق میں واقع ملکوں کے لوگ۔ حقائق: حقیقت کی جمع، مراد وہ حالات جو بالکل صاف نظر آ رہے ہیں۔ محکومی: غلامی۔ تقلید: پیروی۔ کور: اندھی۔ فرنگی مدنیت: یورپی تہذیب و تمدن۔ لب گور: قبر کے کنارے مرنے کے قریب۔

آگاہی

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا
وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

وہی نِگاہ کے ناخوب و خوب سے محرم
وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ

آگاہی: واقف /باخبر ہونے کی حالت۔ سپہر: آسمان۔ ستارہ شناس: ستاروں کے علم کا ماہر، نجومی۔ مملکتِ صبح و شام: دن اور رات کی سلطنت / حکومت، مراد کائنات کے راز، بھید۔ ناخوب: جو اچھا نہ ہو۔ محرم: واقف، کسی کے بھید سے واقف۔

مصلحینِ مشرق

میں ہُوں نَومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی

نئی بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پُرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی!

مصلحین: مُصلح کی جمع، اصلاح/درستی کرنے والے، مراد قوم کے رہبر/رہنما۔ ساقیان: ساقی کی جمع، پلانے والے، مراد قوم کے رہنما۔ سامری فن: سامری کا سا ہنر رکھنے والے (سامری: حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا جادوگر جس نے سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی عبادت کروائی) مراد عیار اور فریب کار۔ بزمِ خاوراں: مشرق کی مجلس، مراد مشرقی ملک۔ ساتگیں: بڑا پیالہ۔ جیب و دامن: گریبان اور جھولی۔ نئی بجلی: مراد نئے خیالات جن کی بنا پر قوم ترقی کرے۔

مغربی تہذیب

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ رُوح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ عفیف

رہے نہ رُوح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

فسادِ قلب و نظر: دل اور نظر کی خرابی، مراد جذبوں اور بصیرت کے لیے نقصان دہ۔ **عفیف**: پارسا، پاک باطن۔ **ناپید**: غائب، گُم۔ **ضمیر پاک**: پاک باطن، پاک دل۔ **ذوقِ لطیف**: پسندیدہ و ناپسندیدہ میں تمیز کرنے کی صلاحیت۔

اَسرارِ پیدا

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صُورتِ فولاد

ناچیز جہانِ مہ و پرویں ترے آگے
وہ عالمِ مجبور ہے، تُو عالمِ آزاد

موجوں کی تپش کیا ہے، فقط ذوقِ طلب ہے
پنہاں جو صدَف میں ہے، وہ دولت ہے خداداد

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گِرتا
پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

اسرار پیدا: کھلے بھید، کھلی حقیقتیں۔ شمشیر: تلوار۔ صورتِ فولاد: سخت لوہے کی مانند۔ ناچیز: بے قدر، جس کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ جہانِ مہ و پرویں: چاند اور ستاروں کی دنیا یہ کائنات۔ عالم مجبور: ایسی دنیا جو خود کچھ نہ کر سکے، جس کام پر اُسے لگایا جائے وہی کرتی رہے۔ تپش: گرمی، جوش۔ ذوقِ طلب: کسی شے کو پا لینے کا جذبہ حرکت و عمل کا جذبہ۔ پنہاں: چھپی ہوئی۔ صدف: سیپی۔ خداداد: خدا کی دی ہوئی۔ پُردم: سانس سے بھرا ہوا یعنی طاقتور۔ خطرۂ اُفتاد: گرنے کا خطرہ۔

سُلطان ٹیپو کی وصیّت

تُو رہ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تُند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

کھویا نہ جا صَنم کدۂ کائنات میں
محفل گُداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دِل نہ کر قبول

باطل دُوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

سلطان ٹیپو: فتح علی خان ولد حیدر علی، والیِ میسور (ولادت ۱۷۵۳ء شہادت ۴ مئی ۱۷۹۹ء)۔ اپنی دلیری اور سرفروشی کی بنا پر اس نے انگریزوں کا مقابلہ کر کے ایک موقع پر انھیں شکست دی لیکن بعد میں میر صادق جیسے غداروں کی غداری کے نتیجے میں میدانِ جنگ میں شہید ہوا۔**وصیت:** ایسی نصیحت جو کوئی شخص مرتے وقت اپنے عزیزوں کو کرے۔**رَہ نوردِ شوق:** عشق کا راستہ طے کرنے والا، مراد جہد و عمل کرنے اور باطل کے خلاف جہاد کرنے والا۔**محمل:** کجاوہ، اونٹ کا ہودہ جس میں بیٹھ کر پردہ کرنے والی عورتیں سفر کرتی ہیں۔**جوئے آب:** پانی کی ندی۔**دریائے تند و تیز:** ٹھاٹھیں یا موجیں مارتا دریا/ سمندر۔**صنم کدہ:** بتوں کا گھر، مراد یہ دنیا جس میں مفادات اور خواہشوں کی پوجا کی جاتی ہے۔**محفل گداز:** مجلس کو پگھلانے والا، اپنے قول و عمل سے دوسروں کو متاثر کرنے والا۔**گرمیِ محفل:** بزم/ مجلس کا جوش، مراد دوسروں کا جوش۔**صبحِ ازل:** کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے۔**عقل کا غلام:** جو صرف فلسفہ وغیرہ کی بحث کرے لیکن جہد و عمل سے دور رہے۔**دوئی پسند:** دو کو پسند کرنے والا، توحید کا منکر۔**حق:** سچ، مراد خدا۔**لاشریک:** جس کا کوئی ثانی نہ ہو، یعنی صرف وہی عبادت کے لائق ہو۔**میانہ:** درمیان، بیچ۔

غزل

نہ میں اَعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے مَیں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی

تُو مِری نظر میں کافر، مَیں تری نظر میں کافر
ترا دِیں نَفَس شماری، مِرا دِیں نَفَس گُدازی

تُو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدَروَاں نہیں دینِ شاہبازی

ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سِکھا سکے خرد کو رہ و رسمِ کارسازی

نہ جُدا رہے نَوا گر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکیِ اُمَم ہے یہ طریقِ نَے نوازی

اُعجمی: غیر عرب۔ ہندی: ہندوستان کا رہنے والا۔ بے نیازی: بے پروائی، کسی چیز پر توجہ نہ دینا۔ نفس شماری: سانس گننے کا عمل، زندہ رہنے کی آرزو۔ نفس گدازی: سانس پگھلانے کا عمل، یعنی عمل اور جہاد کرنے کی بیعد لگن۔ شریعت: مذہب، دین۔ تدرواں: تدرو بمعنی چکور کی جمع، مراد کمزور قوم۔ دینِ شاہبازی: شاہباز کا سا طور طریقہ، مراد سخت کوشی، دلیری اور جدوجہد کے انداز۔ دشت و در: جنگل اور بیابان۔ رہ و رسمِ کارسازی: کام بنانے کے طور طریقے، مراد عشقِ حقیقی اور جدوجہد و عمل کے طور طریقے۔ نوا گر: نغمہ گانے والا، مراد شاعر۔ تب و تاب: گرمی اور چمک، جوش و جذبہ۔ ہلاکیِ اُمم: اُمتوں / قوموں کی تباہی۔ طریقِ نے نوازی: بانسری بجانے کا انداز، مراد شاعری کا انداز، یہ اشارہ ہے دورِ غلامی کی اُس اُردو شاعری کی طرف جس میں صرف گُل و بلبل کی باتیں ہیں اور قوم کے لیے آزادی کی تڑپ اور حرکت و عمل کا کوئی پیغام نہیں۔

بیداری

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے بُرّندہ و بَرّاق

اُس کی نگہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرّے میں پوشیدہ ہے جو قُوّتِ اِشراق

اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تُو بندۂ آفاق ہے، وہ صاحبِ آفاق

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیِ فطرت سے ہُوا مَحرمِ اَعماق

حق بیں: حق کو دیکھنے والا، مراد عدل و انصاف پر چلنے والا۔ بیدار: جاگنے کی حالت۔ بُرّندہ: کاٹنے والی، بہت تیز۔ بَرّاق: بہت چمکدار، روشن۔ نگہِ شوخ: مراد تیز نگاہ جو دور تک گہرائی میں بھی دیکھ لے۔ نمودار: ظاہر۔ قوتِ اِشراق: روشن اور نمایاں ہونے کی طاقت۔ مردِ خدا: اللہ کا بندہ، مراد مردِ مومن جو خدا کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ بندۂ آفاق: مراد مادی دنیا کا غلام جو ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرتا ہے۔ صاحبِ آفاق: مراد دنیا کا مالک، یعنی دنیا پر حکومت کرنے والا/غلبہ پانے والا۔ طلب: آرزو، تمنا۔ ساحل: سمندر کا کنارہ۔ پاکیِ فطرت: باطن/ضمیر کے ہر طرح کی بُرائی سے پاک ہونے کی حالت۔ مَحرم: واقف، جاننے والا۔ اَعماق: عُمق بمعنی گہرائی کی جمع، مراد زندگی کے گہرے راز، بھید۔

خودی کی تربیت

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مُشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز

یہی ہے سِرِّ کلیمی ہر اِک زمانے میں
ہَوائے دشت و شعیب و شبانیِ شب و روز!

موقوف: ٹھہرایا گیا یعنی منحصر۔ مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی مراد انسان۔ آتشِ ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والی آگ، مراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے (ماسوا اللہ) اس سے بے نیاز ہونے کی قوت۔ سرِ کلیمی: کلیم ہونے کا راز، مراد کفر اور ظلم کی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جانے کے عمل کا راز۔ شعیب: مراد حضرت شعیبؑ، جن کے یہاں حضرت موسیٰؑ نے کچھ عرصہ ان کی بھیڑوں کی نگہبانی کی جس کے عوض انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور پھر اس واقعے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی خدا سے ہم کلامی ہوئی۔ شبانیِ شب و روز: دن رات کی نگہبانی، مراد مسلسل محنت، جدوجہد، رہبر او رمرشد کی شب و روز خدمت۔

آزادیِ فکر

آزادیِ افکار سے ہے اُن کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ

ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

آزادیِ افکار: کسی مسئلے وغیرہ پر کھل کر بات کرنے، رائے کا اظہار کرنے کی آزادی/صلاحیت۔ فکر و تدبر: غور اور سوچ بچار کرنے کی حالت۔ سلیقہ: ڈھنگ، تمیز۔ خام: کچی، فضول اور بیکار قسم کی فکر۔

خودی کی زندگی

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سَنجر و طغرل سے کم شکوہِ فقیر

خودی ہو زندہ تو دریائے بے کراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کُہسار پرنیان و حَریر

نَہنگِ زندہ ہے اپنے مُحیط میں آزاد
نَہنگِ مُردہ کو موجِ سراب بھی زنجیر!

فقر: صرف خدا سے وابستگی اور دنیا سے بے تعلق ہونا۔ سنجر و طغرل: دونوں ایران کے سلجوقی خاندان کے عظیم بادشاہ تھے جنھوں نے چھٹی صدی ہجری اور بعد میں ایران پر حکومت کی۔ مراد شان و شوکت والے حکمران / بادشاہ۔ شکوہ: شان، دبدبہ۔ فقیر: محتاج، یہاں مراد صاحبِ فقر۔ دریائے بیکراں: ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو، انتہائی وسیع سمندر، مراد کٹھن اور مشکل مرحلے۔ پایاب: دریا کی سطح کا زیادہ گہرا نہ ہونا، یعنی آدمی آسانی سے اس میں اِدھر اُدھر چل سکے۔ پرنیان: ریشمی کپڑے کی ایک قسم، مراد نرم۔ حریر: ریشمی لباس، یعنی نرم۔ نہنگ: مگرمچھ۔ محیط: ماحول، سمندر۔ موجِ سراب: مراد ریت کی لہر۔

حکومت[1]

ہے مُریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و مُلّا کو بُری لگتی ہے درویش کی بات

قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار
بحث میں آتا ہے جب فلسفۂ ذات و صفات

گرچہ اس دَیرِ کُہن کا ہے یہ دستورِ قدیم
کہ نہیں مے کدہ و ساقی و مِینا کو ثبات

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اُسی مِلّت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات!

متاعِ کردار: عمل کی دولت / پونجی۔ فلسفۂ ذات و صفات: اللہ کی ذات و صفات سے متعلق فلسفہ یعنی آیا اللہ کی صفتیں اس کی ذات سے الگ ہیں یا ذات میں شامل ہیں وغیرہ، مراد ایسی بحثیں جن کا حاصل کچھ نہ ہو۔ دیرِ کُہن: پرانا مندر، یعنی یہ دنیا۔ دستورِ قدیم: پرانا طریقہ، پرانا اصول، پرانی رسم۔ ثبات: برقرار رہنا۔ قسمتِ بادہ: شراب کی تقسیم، شراب بانٹنا یعنی حکومت کرنا۔ اُنگبیں: شہد۔ تلخابِ حیات: زندگی کا کڑوا پانی، مراد جہد و عمل میں جو تکالیف اٹھانا پڑتی ہیں۔

---

[1] ریاض منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

ہندی مکتب

اقبالؔ! یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا
موزوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

آزاد کی اِک آن ہے محکوم کا اِک سال
کس درجہ گراں سَیر ہیں محکوم کے اوقات!

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیّت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منوّر
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خُرافات

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صُورت گری و علمِ نباتات!

ہندی مکتب: ہندوستان کے مدرسے۔ **موزوں**: مناسب، جو موقع محل کے مطابق ہو۔ **مقالات**: مقالہ کی جمع، مراد باتیں، مضمون۔ **ممولے**: چڑیا کی قسم کے کمزور پرندے، مراد کمزور یا غلام قوم۔ **احوال و مقامات**: صوفی یعنی مردِ مومن / آزاد کے جہد و عمل کی مختلف صورتیں۔ **آن**: پل، لمحہ۔ **گراں سیر**: آہستہ چلنے والے، بوجھل لمحے جن کا گزرنا مشکل ہو۔ **لحظہ**: گھڑی، پل، لمحہ۔ **پیامِ ابدیت**: ہمیشہ ہمیشہ کا پیغام، حیاتِ جاوید کا پیغام۔ **مرگِ مفاجات**: اچانک، مجبوری کی موت۔ **اندیشہ**: سوچ، فکر۔ **منور**: روشن۔ **خرافات**: غلط قسم کی اور فضول سی باتیں۔ **کرامات**: کرامت کی جمع، ایسی بات یا کام جو عام انسان کے بس سے باہر ہو۔ **زندہ کرامات**: جاندار کرامت، دنیا پر چھا جانے والی قوت۔ **صورت گری**: نقاشی کا فن، مصوری۔ **علم نباتات**: درختوں، پودوں کا علم، باٹنی (Botany)۔

تربیت

زندگی کچھ اَور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ

علم میں دولت بھی ہے، قُدرت بھی ہے، لذّت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سُراغ

اہلِ دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا اَیاغ!

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کُشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

سوزِ جگر: جگر کی تپش، مراد دل کا سوز ہونا، عشق، عمل اور جد و جہد سے معرفتِ الٰہی کا حاصل کرنا۔ سوزِ دماغ: دماغ کی تپش، مراد عقل اور علم سے دماغ/ذہن کا روشن ہونا۔ قدرت: طاقت، قوت۔ سُراغ: نشان، پتا۔ اہلِ دانش: علم والے، دانا لوگ۔ کم یاب: کم ملتے ہیں، تھوڑے ہیں۔ اہلِ نظر: بصیرت اور معرفت والے لوگ، مردانِ مومن۔ اَیاغ: پیالہ۔ شیخِ مکتب: مدرسے کا اُستاد، کالج یا یونیورسٹی کا پروفیسر۔ کُشادِ دل: دل کا کھلنا، معرفت و عشق سے دل کا پُر ہونا۔ کبریت: گندھک، دیا سلائی۔

خوب و زِشت

ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں کی طرح
تخیلات بھی ہیں تابعِ طلوع و غروب

جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب!

زشت: بُرا، بُری۔ ستارگان: ستارہ کی جمع۔ فضا ہائے نیلگوں: نیلے رنگ کی فضائیں، آسمان۔ تخیلات: تخیل کی جمع، خیالات۔ تابع: ماتحت، پیرو۔ طلوع و غروب: چڑھنا اور ڈوبنا، ترقی اور زوال۔ فراز و نشیب: بلندی اور پستی۔ ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا۔ معرکہ آرا: جنگ کرنے والا، لڑنے والا۔ نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت۔ فرازِ خودی: خودی کی بلندی۔ قبیح: بُرا۔ نامحبوب: جو محبت کے لائق نہ ہو، ناپسندیدہ۔

مرگِ خودی

خودی کی موت سے مغرب کا اندرُوں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مُبتلائے جذام

خودی کی موت سے رُوحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عُروق و عِظام

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہُوا ہے حلال اور آشیانہ حرام!

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہُوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام!

مغرب: مراد یورپ، مغربی ممالک۔ اندروں: ضمیر، باطن، دل۔ مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک۔ روحِ عرب: عرب یعنی عرب ملکوں کی روح۔ بے تب و تاب: جوش و جذبے سے خالی۔ عراق و عجم: عراق یعنی عرب اور غیر عرب ملک۔ عروق: عرق بمعنی رگ کی جمع رگیں۔ عظام: جمع عظم بمعنی ہڈی، ہڈیاں۔ شکستہ بال: جس کے پَر ٹوٹے ہوں اور وہ اُڑ نہ سکتے ہوں، مراد غلام۔ پیرِ حرم: حرم کا شیخ، مسلمان مذہبی رہنما، شیخ۔ جامۂ احرام: وہ اَن سلا لباس جو حج کے موقع پر پہنتے ہیں۔ پیرِ حرم اور جامۂ احرام میں اشارہ ہے شریف مکہ کی طرف جس نے انگریزوں سے مل کر ترکی کی عثمانیہ خلافت کو ختم کر دیا تھا۔

مہمانِ عزیز

پُر ہے افکار سے ان مدرسے والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دور میں ہے کس کو تمیز!

چاہیے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

افکار: فکر کی جمع، خیالات۔ ضمیر: باطن، دل۔ تمیز: سلیقہ، اچھے بُرے کی پہچان۔ خانۂ دل: دل کا گھر، مراد دل کا کوئی کونا۔ مہمانِ عزیز: قابلِ عزت مہمان، مراد بلند و پاکیزہ خیال۔

عصرِ حاضر

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام
مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

مُردہ، لادینیِ افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیِ اَفکار سے مشرق میں غلام!

پختہ افکار: مضبوط خیالات، ایسے ٹھوس خیالات جو دوسروں میں بھی جوش و جذبہ پیدا کر دیں۔ خام: کچا، مراد بے فائدہ، بیکار۔ بے ربط و نظام: (ایسے خیالات جن میں) کوئی باہمی تعلق اور ترتیب نہ ہو، اُلٹے سیدھے۔
لادینی اَفکار: خیالات میں مذہبی رنگ نہ ہونا، کافروں کے سے خیالات، جن سے آدمی مذہب سے دور ہو۔
بے ربطی اَفکار: خیالات میں باہمی تعلق نہ ہونا، اُلٹے سیدھے خیالات۔ مشرق: مراد مشرقی ممالک۔

طالبِ علم

خُدا تجھے کسی طُوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تُو
کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں!

طوفاں: سمندر میں موجوں کا بہت بلند ہونا، مراد بلند جذبے۔ اضطراب: بے چینی، مراد سمندر میں طوفانی کیفیت۔ فراغ: فرصت۔ کتاب خواں: کتاب پڑھنے والا، مراد جو صرف کتابیں پڑھتا ہے لیکن عمل اور جدو جہد نہیں کرتا۔ صاحبِ کتاب: کتاب والا، مراد کتاب یعنی قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے والا۔

اِمتحان

کہا پہاڑ کی ندّی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری معراج!

ترا یہ حال کہ پامال و دردمند ہے تُو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج

جہاں میں تُو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
کسے خبر کہ تُو ہے سنگِ خارا یا کہ زُجاج!

سنگ ریزہ: پتھر کا ٹکڑا، کنکر، روڑی۔ فتادگی: اُفتادگی، نیچے گرے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی۔ سرافگندگی: سر جُھکائے رہنے کی حالت، مراد پست ہمتی۔ معراج: بلندی، عظمت۔ پامال: پاؤں کے نیچے روندا ہوا، مراد ذلیل و خوار۔ دردمند: دردیعنی مصیبت والا، مصیبت میں گرفتار۔ سنگِ خارا: سخت پتھر۔ زُجاج: شیشہ۔

مَدرَسہ

عصرِ حاضر مَلَکُ الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی رُوح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے، کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

اُس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کِیا
جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش

فیضِ فطرت نے تجھے دیدۂ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفّاش

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھُپایا جن کو
خَلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اَسرار ہیں فاش

عصرِ حاضر: موجودہ دور جس میں مادی زندگی کی طرف زیادہ توجہ ہے۔ ملک الموت: موت کا فرشتہ، عزرائیلؑ۔ روح قبض کرنا: روح نکالنا۔ فکرِ معاش: روزی کی پریشانی۔ حریفانہ کشاکش: باہمی ٹکراؤ اور کھینچا تانی، مراد دکھوں اور مصیبتوں یا ناسازگار حالات سے ٹکرا جانے کا عمل۔ ذوقِ خراش: چھیلے جانے یا زخمی ہو

جانے کا شوق، یعنی ناسازگار حالات سے گھبرانے کی بجائے ان پر حاوی ہونے کا جذبہ. **بیگانہ**: ناواقف، حقیقت سے دوری. **بہانے تراشنا**: بہانے بنانا، مراد کسی بات سے بچنے کے لیے الٹی سیدھی ہانکنا. **فیض**: فائدہ پہنچانے کا عمل، برکت. **دیدۂ شاہیں**: شاہین کی آنکھ مراد تیز نگاہی، گہری بصیرت، (شاہین اپنا شکار بڑی بلندی اور دوری سے دیکھ لیتا ہے). **نگاہِ خفاش**: چمگادڑ کی نگاہ، آنکھیں نہ کھولنے کا عمل، حالات پر گہری نظر نہ رکھنے کی حالت (چمگادڑ دن کو آنکھیں نہیں کھولتی، اندھیرے میں نکلتی ہے). **خلوت**: تنہائی، مراد غور و فکر کرنے کی جگہ. **اسرار**: سِر بمعنی بھید کی جمع، مراد خدا کی معرفت کی علامتیں.
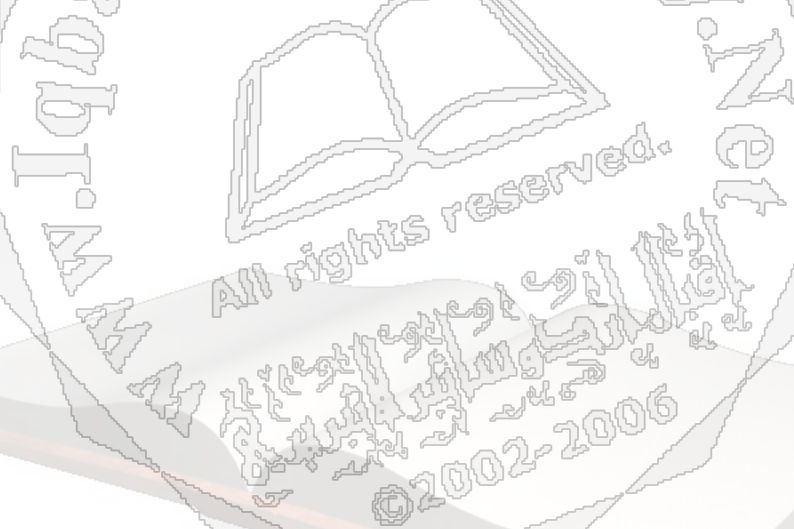
حکیم نطشہ

حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
نِگاہ چاہیے اَسرارِ 'لا اِلہٰ' کے لیے

خدنگِ سینۂ گردُوں ہے اُس کا فکرِ بلند
کمند اُس کا تخیّل ہے مہر و مہ کے لیے

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہبی اُس کی
ترس رہی ہے مگر لذّتِ گُنہ کے لیے

حکیم: فلسفی۔ نطشہ: جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی (ولادت ۱۸۴۴ء، وفات ۱۹۰۰ء) اس کے مطابق زندگی کا اصل اصول اقتدار حاصل کرنے کی آرزو ہے اور صرف وہی انسان زندہ ہے جو مصیبتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک خیالی دنیا میں پناہ نہیں لیتا۔ حریف: مقابلے پر آنے والا، مدِ مقابل۔ نکتۂ توحید: اللہ کی وحدت سے متعلق گہری بات۔ لا اِلہٰ: یعنی اللہ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ خدنگ: تیر۔ گردوں: آسمان۔ کمند: پھندا۔ طینت: فطرت، سرشت۔ راہبی: راہب ہونے کا عمل، ترکِ دنیا کی کیفیت۔ لذّتِ گنہ: گناہ کی لذت، گناہ میں جو مزہ ہے۔ لعلِ بدخشاں: بدخشاں کا لعل، مراد طالب علم، شاگرد۔

اَساتذہ

مقصد ہو اگر تربیتِ لعلِ بدخشاں
بے سُود ہے بھٹکے ہُوئے خورشید کا پرتَو

دُنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسے والوں کی تگ و دَو!

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پَیرو!

اَساتِذہ: اُستاذ کی جمع، اُستاد، معلّم۔ بے سُود: بے فائدہ، بیکار۔ بھٹکا ہوا خورشید: ایسا سورج جو صحیح راہ پر نہ چلے، مراد وہ اُستاد/معلّم جو خود مغربی تعلیم کے اثر سے صحیح راہ پر نہ ہو۔ پرتَو: پرچھائیں، سایہ، روشنی، کرن، عکس۔ روایات: روایت کی جمع، مراد سُنی سنائی باتیں جن میں حقیقت نہ ہو یا جن کے بارے میں تحقیق نہ کی گئی ہو۔ تگ و دَو: بھاگ دوڑ، مراد کوشش۔ کُہنہ دماغ: پرانے دماغ والا/والے، حقیقت کی تہہ تک پہنچنے والے/قوتِ ادراک سے آراستہ استاد۔ پَیرو: پیچھے چلنے والا، دوسروں کی باتوں پر چلنے والا۔

غزل

مِلے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سُراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ
مُیَسّر آتی ہے فُرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ
فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ 'مازاغ'
وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نَفَس دو نَفَس
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے اَیاغ
کِیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ مِلا تجھ کو بُوئے گُل کا سُراغ!

منزلِ مقصود: جس منزل، ٹھکانے یا جگہ کا ارادہ کیا گیا ہو۔ سُراغ: نشان، پتا۔ فرصت: مُہلت، مراد فالتو وقت۔ بندۂ حُر: آزاد قوم کا فرد۔ فراغ: فرصت، سکون، فراغت۔ فروغ: چمک دمک، روشنی مراد تہذیب۔ مغربیاں: اہلِ مغرب، یورپی قومیں۔ خیرہ کرنا: تیز روشنی کا آنکھوں کو چندھیا دینا۔ صاحبِ "مازاغ": مازاغ والا۔ مراد حضورِ اکرمؐ اس میں اشارہ ہے سورہ النجم کی آیت ۱۷ کی طرف ''اور نگاہ نہ تو بھٹکی اور نہ آگے بڑھی''۔ بزمِ عیش: عیش کی محفل، یہ دنیا۔ مہمانِ یک نفس دو نفس: دو ایک پل کی مہمان، فانی۔ ایاغ: پیالہ، جام، مراد دل کش دنیاوی چیزیں۔ کور ذوق: ذوق کا اندھا، مراد کائنات کی اشیا کو دیکھ کر بھی اُس کے خالق کے وجود سے بےخبر ہونے والا۔ صبا: صبح کی ہوا، مراد کائنات کے عناصر۔ بوئے گُل: پھول یا گلاب کی خوشبو، مراد خالقِ کائنات۔

دِین و تعلیم

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اِخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مُروّت کے خلاف

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

فطرت افراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں مِلّت کے گُناہوں کو معاف

پیرانِ حرم: مسلمان مذہبی رہنما، شیوخ۔ دعوائے نظر: معرفت کی بصیرت کا زوردار لفظوں میں اظہار/بیان کرنے کا عمل۔ لاف وگزاف: فضول بات، جس میں کوئی حقیقت نہ ہو۔ اہلِ کلیسا: مراد انگریز، برصغیر کے انگریز حکمران۔ مروّت: اخلاق، پاس ورلحاظ۔ مظلومی: ظلم سہنے کی حالت۔ اِغماض: نظر انداز کرنے کی کیفیت، چشم پوشی۔

جاوید سے

(۱)

غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ — ہے اس کی نہاد کافرانہ

دربارِ شہنشہی سے خُوشتر — مردانِ خدا کا آستانہ

لیکن یہ دَورِ ساحری ہے — انداز ہیں سب کے جادُوانہ

سرچشمۂ زندگی ہُوا خشک — باقی ہے کہاں مئے شبانہ!

خالی اُن سے ہُوا دبستاں — تھی جن کی نگاہ تازیانہ

جس گھر کا مگر چراغ ہے تُو — ہے اُس کا مذاق عارفانہ

جوہر میں ہو 'لا اِلٰہ' تو کیا خوف — تعلیم ہو گو فرنگیانہ

شاخِ گُل پر چہک و لیکن — کر اپنی خودی میں آشیانہ!

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا — ہر قطرہ ہے بحرِ بیکرانہ

دہقان اگر نہ ہو تن آساں — ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ

"غافل منشیں نہ وقتِ بازی ست
وقتِ ہنر است و کار سازی ست" ☆

جاوید: علامہ کے فرزند، ڈاکٹر جاوید اقبال جو بطور جسٹس اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ غارت گر: لوٹنے والا، تباہ کر

دینے والا۔ **نہاد**: اصل، بنیاد، فطرت۔ **دربارِ شہنشاہی**: شہنشاہ کا دربار، مراد دنیاوی شان و شوکت۔ **خوشتر**: بہتر، زیادہ اچھا۔ **مردانِ خدا**: اللہ کے مرد، مراد مردانِ مومن جو دنیاوی آلائشوں سے خود کو پاک رکھتے ہیں۔ **آستانہ**: دہلیز، ٹھکانا، روحانی فیض حاصل کرنے کی جگہ۔ **دورِ ساحری**: جادو کا زمانہ، مراد ظاہری چمک دمک کا زمانہ جس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ جس کو بقا ہے۔ **سرچشمہ**: جاری ہونے / نکلنے کی جگہ۔ **مۓ شبانہ**: رات کی شراب، وہ علوم جن سے پہلے مسلمانوں کی محفلیں گرم رہتی تھیں۔ **دبستان**: مدرسہ، نظامِ تعلیم۔ **تازیانہ**: چابک، مراد ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والی۔ **مذاق**: ذوق۔ **چراغ**: مراد فرد۔ **عارفانہ**: اللہ کی شناخت / معرفت والا۔ **جوہر**: اصل، مراد فطرت، خمیر، سرشت۔ **لا اِلٰہ**: مراد اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ **فرنگیانہ**: انگریزی یا یورپی انداز کی۔ **بحرِ بیکرانہ**: وسیع سمندر۔ **صد ہزار دانہ**: لاکھوں دانے۔

☆ غافل مت بیٹھ، یہ کھیل کود کا وقت نہیں ہے بلکہ فکر اور عمل سے کام لینے / اپنانے کا وقت ہے۔

سینے میں اگر نہ ہو دلِ گرم | رہ جاتی ہے زندگی میں خامی

نخچیر اگر ہو زیرک و چست | آتی نہیں کام کُہنہ دامی

ہے آبِ حیات اسی جہاں میں | شرط اس کے لیے ہے تشنہ کامی

غیرت ہے طریقتِ حقیقی | غیرت سے ہے فقر کی تمامی

اے جانِ پدر! نہیں ہے ممکن | شاہیں سے تذرو کی غلامی

نایاب نہیں متاعِ گفتار | صد انوریؔ و ہزار جامیؔ!

ہے میری بساط کیا جہاں میں | بس ایک فغانِ زیر بامی

اک صدقِ مقال ہے کہ جس سے | مَیں چشمِ جہاں میں ہُوں گرامی

اللہ کی دین ہے، جسے دے | میراث نہیں بلند نامی

اپنے نورِ نظر سے کیا خوب | فرماتے ہیں حضرتِ نظامیؔ

☆ ''جاے کہ بزرگ بایدت بود

فرزندیِ من نداردت سود''

دلِ گرم: جوش و جذبے سے پُر دل۔ خامی: کچا پن، نامکمل رہنا۔ نخچیر: شکار۔ کہنہ دامی: پرانا دام ہونا، جال بچھانے کی مہارت / تجربہ۔ آبِ حیات: وہ روایتی پانی جسے پی کر انسان کو حیاتِ جاوید میسر آتی ہے یعنی وہ قیامت تک زندہ رہتا ہے مراد ایسے عمل جن سے صاحبِ عمل کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے۔ تشنہ کامی: پیاس، مراد جستجو، تلاش۔ طریقتِ حقیقی: صحیح راستہ، مراد شریعتِ اسلامیہ۔ تمامی: تکمیل، مکمل ہونے کی کیفیت

جانِ پدر: باپ کی جان، لاڈ اور محبت کے الفاظ ہیں۔ **شاہین**: باز کی قسم کا پرندہ، مراد مردِ مومن / صاحب فقر۔ **تذرو**: چکور، مراد کمزور، ناتواں، غلام۔ **نایاب**: جو کہیں نہ پایا جائے۔ **متاعِ گفتار**: باتوں کی دولت، مراد شعر و شاعری (انوریؔ اور جامیؔ کے حوالے سے)۔ **انوریؔ**: ایران کا مشہور شاعر اوحدالدین محمد (وفات ۵۸۳ھ/ ۱۱۸۷ء)، یہاں مراد ہر شاعر یا ہر بڑا شاعر۔ **جامیؔ**: مشہور فارسی شاعر نورالدین عبدالرحمٰن جامی (وفات ۸۹۸ھ/ ۱۴۹۳ء)۔ یہاں مراد کوئی بھی یا ہر شاعر۔ **بساط**: حیثیت، اہمیت، وقعت۔ **فغانِ زیرِ بامی**: چھت کے نیچے آہ و فغاں کی حالت، مراد ملت کو اس کی حالت پر توجہ دلا کر اسے بیدار کرنے کی کوشش۔ **صدقِ مقال**: سچی اور کھری بات۔ **چشمِ جہاں**: دنیا کی آنکھ مراد دنیا والوں کی نظر میں۔ **گرامی**: باعزت، احترام والا۔ **دین**: عطیہ، انعام **میراث**: بزرگوں کا چھوڑا ہوا اسباب جائداد، جاگیر۔ **بلند نامی**: اونچا نام یعنی مشہور ہونے کی حالت۔ **حضرت نظامیؔ**: مراد مشہور فارسی شاعر حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف ذکی تخلص نظامی جو اپنی پانچ مثنویوں (خمسۂ نظامی) کی وجہ سے مشہور ہیں، گنجہ (جو اب روس کی ایک آزاد مسلم ریاست میں واقع ہے) کے رہنے والے تھے (وفات ۶۱۵ھ/ ۱۲۱۸ء)۔

☆ جس جگہ تجھے بڑا عظیم ہونا چاہیے وہاں تجھے میری فرزندی، (میری اولاد ہونے) کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، مراد تمہاری عظمت تمہارے اپنے کارناموں کے سبب ہوگی۔

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز — دِین و دولت، قمار بازی!

ناپید ہے بندۂ عمل مست — باقی ہے فقط نفَس درازی

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر — جس فقر کی اصل ہے حجازی

اُس فقر سے آدمی میں پیدا — اللہ کی شانِ بے نیازی

کُنجشک و حمام کے لیے موت — ہے اُس کا مقام شاہبازی

روشن اُس سے خِرد کی آنکھیں — بے سُرمۂ بُو علی و رازی

حاصل اُس کا شکوہِ محمود — فطرت میں اگر نہ ہو ایازی

تیری دُنیا کا یہ سرافیل — رکھتا نہیں ذوقِ نَے نوازی

ہے اس کی نگاہِ عالم آشوب — در پردہ تمام کارسازی

یہ فقرِ غیور جس نے پایا — بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

دِین و دولت: مذہب اور دولت، اشارہ ہے دنیا پرست دینی علما کی طرف۔ قمار بازی: جوا، کسی چیز کو داؤ پر لگا دینا۔ ناپید: جو کہیں نہ ملے/پایا جائے۔ بندۂ عمل مست: ایسا انسان جو جوشِ عمل سے سرشار ہو۔ نفَس درازی: لمبے سانس لینے کی کیفیت مراد عمل سے خالی طویل زندگی۔ اصل: سرچشمہ، جڑ۔ حجازی: حجاز سے متعلق، مراد جس کا تعلق اسلام سے ہے توحید خداوندی۔ شانِ بے نیازی: دنیاوی حرص اور لالچ کو اہمیت نہ دینے کا عمل۔

کنجشک: چڑیا۔ حمام: کبوتر۔ شاہبازی: شاہباز ہونا، مراد دلیری، مردِ مومن ہونے کی کیفیت۔ بُوعلی: مراد مشہور فلسفی اور طبیب شیخ الرئیس ابوعلی بن حسین سینا (وفات ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۷ء)۔ رازی: مشہور فلسفی امام فخرالدین رازی (وفات ۶۰۶ھ/ ۱۰ـ۱۲۰۹ء)۔ حاصل: نتیجہ، پھل، فصل۔ شکوہِ محمود: محمود کی شان وشوکت، مراد مشہور سلطان محمود غزنوی (وفات ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء) یعنی بہت بڑی شان وشوکت۔ ایازی: ایاز ہونا، غلامی، ایاز محمود غزنوی کا ایک غلام تھا جس سے محمود کو محبت تھی۔ سرافیل: اسرافیلؑ، وہ فرشتہ جو قیامت کے روز صور پھونکے گا جس سے مُردے قبروں میں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے، مراد ایسا فقر جو مُردہ/ سوئی ہوئی ملت کو بیدار کردے۔ ذوقِ نَے نوازی: بانسری بجانے کا شوق، مراد خالی نعروں کا شوق اور عمل سے دوری۔ نگاہِ عالَم آشوب: مراد ایسی نگاہ جو دنیا میں ایک ہنگامہ/ تلاطم پیدا کرنے والی ہو۔ در پردہ: کسی چیز کی آڑ میں۔ کارسازی: کام بنانے کا عمل۔ سنان: ڈھال۔ مردِ غازی: باطل قوتوں کو شکست دینے والا دلیر۔ امیری: سرداری۔

عورت

مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سُلجھایا
مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

حکیم: دانا، فلسفی۔ سُلجھایا: حل کیا۔ مسئلۂ زن: عورت کا مسئلہ، عورت کا معاملہ۔ مہ و پرویں: چاند اور ستارے مراد دنیا۔ فساد: خرابی، بگاڑ۔ فرنگی معاشرت: یورپی تہذیب، یورپ کے باہمی زندگی گزارنے کے انداز۔ ظہور: ظاہر ہونے کا عمل۔ سادہ: معمولی سمجھ والا، بھولا بھالا۔ زن شناس: عورت کی ذات / نفسیات سے پوری طرح واقف۔

ایک سوال

کوئی پُوچھے حکیمِ یورپ سے
ہند و یُوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش!

پردہ

بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے
خدایا یہ دُنیا جہاں تھی، وہیں ہے

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں مَیں نے
وہ خلوت نشیں ہے، یہ خلوت نشیں ہے

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

حکیمِ یورپ: یورپ کا دانا / فلسفی۔ حلقہ بگوش: جس کے کانوں میں چھلا پڑا ہو، مراد غلام محکوم۔ زن: عورت۔ تہی آغوش: جس کی گود خالی ہو، بے اولاد۔

سپہرِ بریں: اونچا آسمان۔ تفاوت: فرق۔ زن و شو: عورت اور خاوند / شوہر۔ خلوت نشیں: تنہائی میں بیٹھنے والا / والی۔ آشکارا: ظاہر۔

خَلوَت

رُسوا کِیا اس دَور کو جَلوَت کی ہوَس نے
روشن ہے نِگہ، آئنۂ دِل ہے مُکدّر

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں اَفکار پراگندہ و اَبتر

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

خلوَت میں خودی ہوتی ہے خود گیر، و لیکن
خلوَت نہیں اب دَیر و حرم میں بھی مُیسّر!

مُکدّر: گرد سے بھرا ہوا، مراد غلط قسم کے خیالات سے پُر۔ ذوقِ نظر: مراد ظاہری سیر تماشے کا فطری شوق/مذاق۔ پراگندہ: بے ترتیب، بکھرے ہوئے۔ اَبتر: بہت بُرا۔ نیساں: موسمِ بہار کا دوسرا مہینہ جس کی بارش کا کوئی قطرہ سیپی کے منہ میں جا کر موتی بن جاتا ہے۔ خود گیر: اپنے آپ کو پکڑنے والا، اپنی تربیت آپ کرنے والا۔ دَیر و حرم: مراد مسلم اور غیر مسلم مذہبی ادارے۔

عورت

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی، لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

وجودِ زن: عورت کی ہستی/ذات. تصویرِ کائنات: دنیا کی تصویر، مراد دنیا. رنگ: مراد رونق. سوزِ دروں: اندر کا سوز، مراد دل میں پیدا ہونے والا سوز. ثریا: ایک گچھے کی صورت میں چھ ستاروں کا جھرمٹ. مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی، مراد وجود، ذات. دُرج: ڈبیا. دُرِ مکنوں: چھپا ہوا موتی. مکالمات: مکالمہ کی جمع بمعنی باتیں، فلسفیانہ نظریات. شعلہ: آگ کی لپٹ، مراد عورت کا وجود. شرارِ افلاطوں: یعنی بڑے بڑے فلسفیوں کا وجود میں آنا.

آزادیِ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ مَیں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہُوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند

کیا فائدہ، کچھ کہہ کے بنوں اَور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خِرَد مند

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیِ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند!

نسواں: عورتیں. قند: شکر، شیرہ. معتوب: ڈانٹ ڈپٹ کیا گیا. تہذیب کے فرزند: تہذیب کے بیٹے، مراد جو خود کو بڑے مہذب سمجھتے ہیں. مردانِ خرد مند: دانا لوگ، گہری نظر رکھنے والے. زمرد: سبز رنگ کا قیمتی پتھر. گلو بند: گلے میں باندھے جانے والا ایک زیور.

عورت کی حفاظت

اِک زندہ حقیقت مِرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پُرانی
نِسوانیتِ زن کا نِگہباں ہے فقط مَرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہُوا زرد

مستور: چھپی ہوئی۔لہو کا سرد ہونا: جذبوں اور ذوق سے خالی ہونا۔نسوانیتِ زن: عورت کا عورت پن، عورت کی شرم و حیا۔نگہباں: محافظ۔خورشید زرد ہونا: سورج ڈوبنا، مراد زوال۔

عورت اور تعلیم

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

تہذیب فرنگی: یورپ کی تہذیب۔ مرگ اُمومت: ماں بننے کی صلاحیت کی موت۔ ثمر: پھل، نتیجہ۔ نازن: بانجھ، جس کے اولاد نہ ہو۔ ارباب نظر: دانا لوگ۔ مدرسۂ زن: عورت کا مکتب، مراد عورت کی تعلیم و تربیت۔

عورت

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منّتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود

راز ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں، لذّتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اَسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بُود و نبود

مَیں بھی مظلومیِ نسواں سے ہُوں غم ناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عُقدۂ مشکل کی کُشود!

جوہر: خوبی، صلاحیت۔ عیاں: ظاہر، نمایاں۔ بے منّتِ غیر: کسی دوسرے کے احسان کے بغیر۔ نمود: ظاہر ہونا۔ تپِ غم: مراد جذبے اور لگن کی گرمی۔ نکتۂ شوق: عشق کی گہری بات۔ آتشیں: آگ والا، پُر حرارت۔ لذّتِ تخلیق: (بچہ) پیدا کرنے کا لطف۔ اَسرارِ حیات: زندگی کے راز۔ معرکہ: جنگ، مراد ہنگامہ۔ بُود و نبود: ہونا اور نہ ہونا، مراد انسان کی دنیا/ کائنات۔ مظلومیِ نسواں: مراد عورتوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں۔ غم ناک: غم سے بھرا ہوا۔ عُقدۂ مشکل: مشکل گتھی/ مسئلہ۔ کشود: کھلنا، کھلنے کی کیفیت۔

ادبیات

فنونِ لطیفہ

دِین و ہُنر

سرود و شعر و سیاست، کتاب و دِین و ہُنر
گُہر ہیں ان کی گِرہ میں تمام یک دانہ

ضمیرِ بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے ستاروں سے ان کا کاشانہ

اگر خودی کی حفاظت کریں تو عینِ حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسُون و افسانہ

ہُوئی ہے زیرِ فلک اُمتوں کی رُسوائی
خودی سے جب ادَب و دِیں ہُوئے ہیں بیگانہ

سرود: نغمہ، موسیقی۔ گُہر: گوہر، موتی۔ گرہ: مراد جیب، دامن، پاس۔ یک دانہ: بے مثال، قیمتی۔ ضمیر: باطن، مراد دل۔ بندۂ خاکی: مراد انسان۔ کاشانہ: رہنے کی جگہ، ٹھکانا۔ عینِ حیات: مکمل زندگی۔ سراپا: سر تا پاؤں، مراد مکمل۔ فسوں: جادو، مراد بے حقیقت کہانی، افسانہ۔ زیرِ فلک: آسمان کے نیچے، مراد دنیا میں۔

تخلیق

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے بحرِ بے کراں پیدا

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہُوا نہ کوئی خُدائی کا رازداں پیدا

ہَوائے دشت سے بُوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا

تخلیق: پیدا/ ایجاد کرنا۔ جہانِ تازہ: نئی/ بدلتی دنیا۔ افکارِ تازہ: نئے نئے افکار، فلسفے، خیالات۔ نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت۔ خشت: اینٹ۔ عزم: ارادہ، قصد، ہمت، جذبہ۔ آبجو: ندی۔ بحرِ بے کراں: وسیع سمندر جس کا کنارہ نظر نہ آئے۔ گردش: تبدیلی، حالات بدلتے رہنا۔ غالب آنا: قابو پانا۔ ہر نفس: ہر پل/ گھڑی۔ عمرِ جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ رازداں: بھید جاننے والا۔ ہوائے دشت: جنگل کی فضا، مراد قوم کا موجودہ رجحان۔ بُوئے رفاقت: ساتھ دینے کی خوشبو، ساتھ چلنے کا جذبہ۔ ہم عناں: سفر کے ساتھی۔

جنوں

زُجاج گر کی دُکاں شاعری و مُلاّئی
سِتم ہے، خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ!

کسے خبر کہ جنوں میں کمال اَور بھی ہیں
کریں اگر اُسے کوہ و کمر سے بیگانہ

ہجومِ مدرسہ بھی سازگار ہے اس کو
کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہے ویرانہ

جنوں: دیوانگی، پاگل پن، مراد خودی سے متعلق جہد و عمل۔ زُجاج گر: شیشے کی چیزیں بنانے والا۔ مُلاّئی: مُلاّ ہونا، مدرسے کا استاد، مراد جہد و عمل سے دور رہنا اور صرف باتوں پر زور۔ دَشت و دَر: جنگل اور بیابان۔ دیوانہ: پاگل مراد عاشقِ حقیقی، جہد و عمل سے سرشار انسان۔ کمال: مکمل ہونے کی حالت، خوبی، ہُنر۔ کوہ: پہاڑ۔ کمر: پہاڑ کا درمیانی حصہ، دَرّہ۔ بیگانہ: ناواقف، دُور رہنے کا عمل۔ ہجوم: بھیڑ، رش، بہت سے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا۔ سازگار: موافق، طبیعت کو راس آنے والی۔ ویرانہ: بیابان، غیر آباد جگہ۔

اپنے شعر سے

ہے گِلہ مجھ کو تری لذّتِ پیدائی کا
تُو ہُوا فاش تو ہیں اب مرے اَسرار بھی فاش

شعلے سے ٹُوٹ کے مثلِ شرَر آوارہ نہ رہ
کر کسی سینۂ پُرسوز میں خلوَت کی تلاش!

لذّت پیدائی: ظاہر یا نمایاں ہونے کا مزہ/لطف۔ فاش: ظاہر۔ اَسرار: سِرّ بمعنی بھید کی جمع۔ سینۂ پُرسوز: ایسا دل جو جذبوں کی گرمی سے بھرا ہو۔ خلوت: تنہائی مراد اثر کرنا۔

پیرس کی مسجد

مِری نگاہ کمالِ ہُنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرَمِ مغربی ہے بیگانہ

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چھُپا دی ہے رُوحِ بُت خانہ

یہ بُت کدہ انھی غارت گروں کی ہے تعمیر
دمشق ہاتھ سے جن کے ہُوا ہے ویرانہ

پیرس کی مسجد: حکومت فرانس نے مسلمانوں کے لیے ایک بڑی خوبصورت مسجد بنائی تھی، لیکن چونکہ فرانس نے مختلف اسلامی ملکوں پر سختیاں کی تھی، اس بنا پر اس تعمیرِ مسجد کے پیچھے فرانس کی جو ریاکاری تھی، علامہ نے اس سے آگاہ کیا۔ کمالِ ہنر: فن کی بڑی خوبی۔ حق: حقیقت، خدائی۔ حرمِ مغربی: یورپی چاردیواری، مراد پیرس کی مسجد۔ بیگانہ: بے خبر، ناواقف۔ فرنگی کرشمہ باز: مراد یورپ/فرانس کے چالباز۔ روحِ بُت خانہ: مراد ظاہر میں مسجد ہے لیکن جس طرح اسے تعمیر کیا گیا ہے وہ بت خانے کی صورت ہے۔ بُت کدہ: بتوں کا گھر۔ غارت گر: تباہ و برباد کرنے والا۔ دمشق: مسلم ملک شام کا دارالحکومت۔

اَدَبیات

عشق اب پیرویِ عقلِ خداداد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے

کُہنہ پیکر میں نئی رُوح کو آباد کرے
یا کُہن رُوح کو تقلید سے آزاد کرے

اَدَبیات: جمع ادب، علم اور شعر و شاعری اور اس سے متعلق باتیں۔ پیروی: پیچھے چلنا۔ خُداداد: خدا کی دی ہوئی۔ کوچۂ جاناں: مجازی محبوب کی گلی۔ کُہنہ پیکر: پرانا جسم، مراد شاعری کا پرانا انداز یا ڈھانچا۔ نئی روح آباد کرنا: مراد نئے حالات کے مطابق قوم کے لیے مفید مضامین پیدا کرنا۔ کُہن روح: پرانی روح، مراد شاعری کا پرانا انداز جو قوم کے لیے مفید نہیں۔

نگاہ[۱]

بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی
شباب و مستی و ذوق و سُرور و رعنائی!

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی
یہ بحر، یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی!

سفرِ عُروسِ قمر کا عماریِ شب میں
طلوعِ مہر و سکوتِ سپہرِ مینائی!

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی

لالہ ہائے: لالہ کی جمع سرخ رنگ کے پھول. رعنائی: خود کو سجانے / خوبصورت بنانے کی حالت. چشمکیں: چشمک کی جمع، آنکھوں کے اشارے. نیلگوں: نیلا. عروسِ قمر: چاند کی دلہن، یعنی چاند. عماری: محمل، کجاوہ. طلوعِ مہر: سورج نکلنا. سپہرِ مینائی: مراد ایسا آسمان جس پر جڑاؤ کا کام (ستارہ وغیرہ) ہوا ہو. بہائے نظارہ: دیکھنے کی قیمت. نگاہ: یہاں مراد بصیرت. جمال: حسن. زیبائی: خوبصورتی.

---

۱ بیاضِ منزل (دولت کدہ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

مسجدِ قُوّتُ الاسلام

ہے مِرے سِینۂ بے نُور میں اب کیا باقی
'لا اِلٰہ' مُردہ و افسردہ و بے ذوقِ نمود

چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دِگرگُوں ہے مَقامِ محمود

کیوں مسلماں نہ خجِل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہُوا مثلِ زُجاج اس کا وجود

ہے تری شان کے شایاں اُسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بُود و نبود

اب کہاں میرے نَفَس میں وہ حرارت، وہ گُداز
بے تب و تابِ دُرُوں میری صلوٰۃ اور دُرُود

ہے مِری بانگِ اذاں میں نہ بلندی، نہ شکوہ
کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود؟

مسجد قوّت الاسلام: دہلی کی ایک مسجد کا نام، جس کی بنیاد بارھویں صدی عیسوی میں رکھی گئی لیکن وہ مکمل نہ ہو

تھی۔ آج بھی اس کا ایک مینار برقرار ہے جسے قطب مینار کہتے ہیں۔ سینۂ بے نور: وہ دل جو خدا اور رسولؐ کے عشق سے خالی ہو۔ "لا الٰہ" مردہ و افسردہ: مراد خدا کی توحید اور حضور اکرمؐ کی رسالت سے متعلق جذبے سرد اور بجھے ہوئے ہیں۔ بے ذوقِ نمود: اظہار کے جذبوں سے خالی۔ چشمِ فطرت: قدرت کی آنکھ، یعنی قدرت۔ ایازی: ایاز ہونا، غلامی، غلامانہ، ایاز محمود غزنوی کا غلام تھا۔ محمود کو اس سے بیحد محبت تھی۔ دِگرگوں: دوسرے رنگ کا، مراد الٹ پلٹ ہونا۔ مقامِ محمود: محمود (غزنوی) کا مرتبہ، آقا/حاکم کا مرتبہ۔ خجل: شرمندہ۔ سنگینی: پتھر کا ہونا، مراد مضبوطی، پختگی۔ مثلِ زُجاج: شیشے کی طرح، مراد نازک/کمزور۔ شایاں: شان کے لائق، مناسب۔ تکبیر: اللہ کی بڑائی کا بیان، اللہ اکبر۔ معرکۂ بود و نبود: کائنات/دنیا میں ہونے والے ہنگامے۔ گداز: پگھلنے کی حالت، مراد سوز و جذبہ۔ بے تب و تابِ درُوں: باطن یعنی دل کی گرمی اور چمک (سوز و گداز) کے بغیر۔ صلوٰۃ: نماز۔ بانگِ اذاں: اذان کی آواز۔ شکوہ: شان، عظمت۔ گوارا: پسند آنے والا، پسندیدہ۔ سجود: سجدہ۔

تیاتر

تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود
حیات کیا ہے، اُسی کا سُرور و سوز و ثبات

بلند تر مہ و پرویں سے ہے اُسی کا مقام
اُسی کے نُور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات

حریم تیرا، خودی غیر کی! معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تُو نہ رہے
رہا نہ تُو تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات

تیاتر: تھیٹر (Theatre)۔حریم وجود: جسم کی چاردیواری، مراد جسم۔سُرور: خوشی، نشہ۔سوز: گرمی، حرارت، جذبۂ عشق۔مہ و پرویں: چاند ستارے، مراد بہت بلند۔ذات وصفات: وجود اور خوبیاں / اچھائیں۔حریم: گھر کی چاردیواری، مراد وجود / جسم۔معاذ اللہ: خدا کی پناہ۔کاروبار لات ومنات: (لات اور منات عرب کے دو قدیم بت) مراد بتوں یا مادی خواہشات کی پوجا۔تمثیل: ڈراما (Acting)۔سوز خودی: خودی کی حرارت / جذبہ و جوش۔سازِ حیات: عظیم زندگی گزارنے کا سامان۔

شعاعِ اُمّید

(۱)

سُورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
دُنیا ہے عجب چیز، کبھی صبح کبھی شام

مُدّت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریِ ایّام

نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طوفِ گُل و لالہ میں آرام

پھر میرے تجلّی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چَمنِستان و بیابان و در و بام

(۲)

آفاق کے ہر گوشے سے اُٹھتی ہیں شعاعیں
بچھڑے ہُوئے خورشید سے ہوتی ہیں ہم آغوش

اک شور ہے، مغرب میں اُجالا نہیں ممکن
افرنگ مشینوں کے دُھویں سے ہے سیَہ پوش

مشرق نہیں گو لذّتِ نظّارہ سے محروم
لیکن صفَتِ عالَمِ لاہُوت ہے خاموش

پھر ہم کو اُسی سینۂ روشن میں چھُپا لے
اے مہرِ جہاں تاب! نہ کر ہم کو فراموش

(۳)

اک شوخ کِرن، شوخ مثالِ نگہِ حُور
آرام سے فارغ، صفَتِ جوہرِ سیماب

بولی کہ مجھے رُخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرّہ جہاں تاب

چھوڑوں گی نہ مَیں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اُٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

خاور کی اُمیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقبالؔ کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

چشمِ مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ دُرِ ناب

اس خاک سے اُٹھے ہیں وہ غوّاصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دِلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب

بُت خانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن
تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر!

---

(۱)

شعاع: کرن۔ پہنائے فضا: فضا کا پھیلاؤ/وسعت۔ بے مہریِ ایام: زمانے کا ایسا سلوک جس میں ہمدردی نہ ہو۔ نَے: نہ نہیں۔ راحت: آرام، سکون۔ صبا: صبح کی ہوا۔ طوف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔ تجلّی کدہ: جلووں کا گھر۔ سما جانا: گھر کر جانا، جگہ پا جانا۔ چمنستان: چمن کی جگہ، مراد باغ۔ در و بام: دروازہ اور چھت، مراد عمارت/عمارتیں۔

(۲)

آفاق: اُفق کی جمع، دُور کے کنارے، مراد کائنات۔ گوشہ: کونا۔ ہم آغوش: بغلگیر۔ سیہ پوش: سیاہ لباس پہنے

ہوئے، مراد اندھیرے میں۔ **محروم**: بے نصیب، نا اُمید۔ **صفت**: مانند۔ **عالمِ لاہُوت**: عالَمِ بالا، خدا کا عالَم ذات۔ **مہرِ جہاں تاب**: دنیا کو روشن کرنے والا سورج۔ **فراموش**: بھولنا، بھلانا۔

(۳)

شوخ: شریر، بے باک۔ **مثال**: مانند۔ **نگہِ حور**: حور کی نگاہ۔ **فارغ**: مطمئن۔ **جوہرِ سیماب**: پارے کی دھات۔ **رخصتِ تنویر**: روشنی پھیلانے کی اجازت۔ **جہاں تاب**: دنیا پر چمکنے والا۔ **تاریک فضا**: اندھیری فضا، ایسی جگہ جہاں جہالت یا غلامی ہو۔ **مَردان**: مَرد کی جمع، لوگ، عوام۔ **گراں خواب**: گہری نیند سونے والے، غافل۔ **خاوَر**: مشرق۔ **سیراب**: تر و تازہ۔ **خزف ریزہ**: ٹھیکری کا ذرّہ۔ **دُرِناب**: خالص موتی۔ **غوّاصِ معانی**: حقیقت کے سمندر میں غوطہ لگانے والے۔ **بحرِ پُر آشوب**: طوفانی سمندر۔ **پایاب**: کم گہرا، جس میں سے آسانی سے گزرا جا سکے۔ **بیگانۂ مضراب**: مضراب سے ناواقف (مضراب: ستار بجانے کا آلہ مراد عشق و جذبہ کو اُبھارنے والی باتیں)۔ **تہِ محراب**: محراب کے نیچے یعنی مسجد میں (محراب: وہ جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے)۔ **نہ حذر کر**: ڈور نہ رہ، (یورپ سے) نہ ڈر، خوف نہ کھا۔ **شب کو سحر کر**: مراد تاریکی کو روشنی میں بدل ڈال۔

اُمّید[1]

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہُوں
اگرچہ مَیں نہ سپاہی ہُوں نے امیرِ جُنود

مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور
عطا ہُوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سُرود

جبینِ بندۂ حق میں نمود ہے جس کی
اُسی جلال سے لبریز ہے ضمیرِ وجود

یہ کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

غمیں نہ ہو کہ بہت دُور ہیں ابھی باقی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سِپہرِ کبُود

امیرِ جنود: فوجوں کا سردار (جنود جمع جند بمعنی فوج)۔ ذکر و فکر: یادِ الٰہی اور کائنات کے رازوں پر غور۔ جذب: یادِ الٰہی میں بیخودی کی حالت۔ سرود: نغمہ مراد دل کو بیدار کرنے والی موسیقی/شاعری۔ جبین: پیشانی، ماتھا۔ نمود: ظاہر ہونے کی کیفیت۔ جلال: رعب، دبدبہ یعنی خدائی عظمت۔ ضمیرِ وجود: وجود کا باطن، مراد یہ کائنات۔ گرفتار: اُلجھا ہوا، پکڑا ہوا۔ حاضر و موجود: مراد اس مادی دنیا کی دلچسپیاں۔ سپہر: آسمان۔ کبود: نیلا۔

---

[1] بیاضِ منزل (دولت کدۂ سر راس مسعود) بھوپال میں لکھے گئے۔

نگاہِ شوق

یہ کائنات چھُپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرّے ذرّے میں ہے ذوقِ آشکارائی

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند
ہُوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جبّاری
اسی نگاہ میں ہے دِلبری و رعنائی

اسی نگاہ سے ہر ذرّے کو، جُنوں میرا
سِکھا رہا ہے رہ و رسمِ دشت پیمائی

نگاہِ شوق مُیسّر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رُسوائی

نگاہِ شوق: مراد عشقِ حقیقی میں ڈوبی ہوئی بصیرت۔ **ذوقِ آشکارائی**: خود کو ظاہر / نمایاں کرنے کا جذبہ یا لطف۔ **کاروبار**: معاملہ۔ **بینائی**: بصیرت۔ **فرزند**: لڑکا، مراد عوام۔ **سزاوار**: لائق، قابل، مناسب۔ **کارفرمائی**: سرگرمی اور جوش و جذبے سے کام / حکومت کرنے کا عمل۔ **قاہری**: باطل قوتوں پر غلبہ، طاقت سے کام لینا۔ **جباری**: دبدبہ، رعب، باطل قوتوں پر سختی۔ **رعنائی**: حسن، جمال، زیبائی (یہ چاروں لفظ دراصل ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵۴ کا ایک ٹکڑا) **جنوں**: عشق اور جذبہ۔ **دشت پیمائی**: جنگل میں چلنا پھرنا یعنی سخت جدوجہد کرنا۔ **قلب و نظر کی رسوائی**: جذبوں اور بصیرت کی ذلت، بدنامی۔

اہلِ ہُنر سے

مہر و مہ و مُشتری، چند نفس کا فروغ
عشق سے ہے پائدار تیری خودی کا وجود

تیرے حرم کا ضمیر اَسود و احمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لیے سُرخ و سپید و کبود

تیری خودی کا غیاب معرکۂ ذکر و فکر
تیری خودی کا حضور عالمِ شعر و سرود

رُوح اگر ہے تری رنجِ غلامی سے زار
تیرے ہُنر کا جہاں دَیر و طواف و سجود

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سِپہ اِنس و جن، تُو ہے امیرِ جُنود!

اہلِ ہنر: فن والے یعنی مصور، گانے والے، شاعر وغیرہ۔مہر: سورج۔مہ: ماہ یعنی چاند۔مشتری: ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے۔چند نفس: چند لمحے، عارضی، وقتی۔فروغ: روشنی۔حرم کا ضمیر: حرم کا باطن، مراد اسلام کی تعلیمات۔احمر: سرخ۔کبود: نیلا۔غیاب: نظر سے دور ہونا، چُھپا ہوا ہونا۔معرکۂ ذکر و فکر: مراد کائنات کے بھیدوں پر غور اور ان سے اللہ کے وجود کا قائل ہو کر اس کی یاد میں کھو جانے کی حالت۔حضور: حاضر ہونا، موجود ہونا۔عالَمِ شعر و سرود: شاعری اور موسیقی کی حالت۔رنجِ غلامی: غلامی کا دکھ۔زار: کمزور، ناتواں۔دَیر: مراد غیر اسلامی مذہبی ادارے / عبادت گاہیں۔طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔شرافت: مراد اللہ کی تمام مخلوق سے افضل ہونا۔اُمیرِ جنود: فوجوں کا سردار، سپہ سالار۔

غزل

دریا میں موتی، اے موجِ بے باک
ساحل کی سوغات! خار و خس و خاک

میرے شرر میں بجلی کے جوہر
لیکن نَیستاں تیرا ہے نم ناک

تیرا زمانہ، تاثیر تیری
ناداں! نہیں یہ تاثیرِ افلاک

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے مَیں نے
جس نے سِیے ہیں تقدیر کے چاک

کامل وہی ہے رِندی کے فن میں
مستی ہے جس کی بے مِنّتِ تاک

رکھتا ہے اب تک میخانۂ شرق
وہ مے کہ جس سے روشن ہو اِدراک

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان اُمتوں کے باطن نہیں پاک

موجِ بے باک: بے خوف لہر، یعنی بہت تیز لہر۔ **خار**: کانٹا۔ **خس**: تنکا، مراد بیکار چیز۔ **نیستاں**: بانس کا جنگل۔ **نم ناک**: گیلا، نمی والا۔ **افلاک**: فلک کی جمع، آسمان۔ **رندی**: مراد عشق یا خودی کی شراب پینے کی حالت۔ **بے منتِ تاک**: مراد شراب کے احسان کے بغیر۔ **میخانۂ شرق**: مشرق کا شراب خانہ، مراد اسلامی تہذیب و علوم کے ادارے۔ **ادراک**: شعور، عقل، بصیرت۔ **اہلِ نظر**: بصیرت والے۔

وُجود

اے کہ ہے زیرِ فلک مثلِ شرر تیری نمود
کون سمجھائے تجھے کیا ہیں مقاماتِ وجود!

گر ہُنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صُورت گری و شاعری و نائے و سرود!

مکتب و مے کدہ جز درسِ نبودن ندہند ☆
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود

زیرِ فلک: آسمان کے نیچے یعنی اس دنیا میں۔ مثلِ شرر: چنگاری کی طرح، مراد عارضی، وقتی۔ وجود: بدن، مراد خودی۔ تعمیرِ خودی: مراد خودی کو ترقی دینے کی کیفیت۔ جوہر: خاصیت، اہلیت، لیاقت۔ صورت گری: تصویر بنانے کا فن، مصوری۔ نائے و سرود: بانسری اور نغمہ، مراد گانے بجانے کا فن۔

☆ مدرسہ (مغربی تعلیم کے ادارے) اور شراب خانہ سوائے ''نہ ہونے'' (مراد خودی کا نہ ہونا) کے اور کچھ نہیں پڑھاتے۔ ''ہونا'' (یعنی خودی پیدا کرنا) سیکھ کر اس سے تو آج بھی زندہ ہے اور مستقبل میں بھی زندہ رہے گا۔

سُرود

آیا کہاں سے نالۂ نَے میں سُرورِ مے
اصل اس کی نَے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نَے!
دل کیا ہے، اس کی مستی و قُوّت کہاں سے ہے
کیوں اس کی اِک نگاہ اُلٹتی ہے تختِ کَے
کیوں اس کی زندگی سے ہے اقوام میں حیات
کیوں اس کے وارِدات بدلتے ہیں پے بہ پے
کیا بات ہے کہ صاحبِ دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام و رَے
جس روز دل کی رمز مُغَنّی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہُنر ہیں طے

سرود: نغمہ، موسیقی۔ نالۂ نَے: بانسری کی آہ وزاری، بانسری کا نغمہ۔ سرورِ مے: شراب کا سا نشہ/ مستی۔ اَصل: بنیاد، مراد اصل باعث۔ نَے نواز: بانسری بجانے والا۔ چوبِ نَے: بانس کی لکڑی، یعنی بانسری۔ قُوت: طاقت، جذبوں کا جوش۔ تختِ کَے: اسلام سے پہلے ایران کے بادشاہ کَسرو/ کیقباد کا تخت، مراد بڑی اور طاقتور حکومتیں۔ اَقوام: قوم کی جمع، قومیں۔ حیات: زندگی، مراد جوش اور ولولے۔ وارِدات: وارِد بمعنی آنے والا کی جمع، مراد پیش آنے والے مختلف حالات۔ پے بہ پے: لگاتار، مسلسل۔ صاحبِ دل: دل والا، مراد وہ شخص جو اِس فانی دنیا کی حقیقت سے باخبر ہے۔ جچنا: اہمیت ہونا۔ سلطنتِ رُوم و شام و رَے: مراد دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں (رَے: تہران کا پرانا نام، مراد ایران)۔ رمز: بھید، مراد حقیقت۔ مُغَنّی: گانے والا۔ مرحلہ ہائے ہُنر: فن کی منزلیں۔

نسیم و شبنم

نسیم

انجم کی فضا تک نہ ہُوئی میری رسائی
کرتی رہی میں پیرہنِ لالہ و گُل چاک
مجبور ہُوئی جاتی ہوں مَیں ترکِ وطن پر
بے ذوق ہیں بُلبل کی نوا ہائے طرب ناک
دونوں سے کِیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سرا پردۂ افلاک!

شبنم

کھینچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گلشن بھی ہے اِک سِرِّ سرا پردۂ افلاک

نسیم: نرم اور ٹھنڈی ہوا/ صبح کی ہوا۔ شبنم: نم شب یعنی رات کی نمی، مراد اوس۔ انجم: جمع نجم، ستارے۔ رسائی: پہنچ۔ پیرہن چاک کرنا: کرتا پھاڑنا، مراد کلی کھلانا۔ ترکِ وطن: وطن چھوڑ دینا، ہجرت کرنا۔ بے ذوق: جس میں کوئی لطف اور دلکشی نہ ہو، روکھا پھیکا۔ نوا ہا: نوا کی جمع، مراد نغمے، چہچہے۔ طربناک: جسے/ جنھیں سن کر دل خوش ہو۔ محرم: واقف، باخبر، رازداں۔ سرا پردۂ افلاک: آسمانوں کا بہت بڑا خیمہ، مراد آسمانی فضا۔ خس و خاشاک: تنکے اور گھاس کانٹے وغیرہ۔ سِرّ: بھید، راز۔

اَہرامِ مصر

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

اَہرام کی عظمت سے نِگوں سار ہیں اَفلاک
کس ہاتھ نے کھینچی اَبدِیّت کی یہ تصویر!

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہُنر کو
صیّاد ہیں مردانِ ہُنرمند کہ نخچیر!

اَہرامِ مصر: مصر کے قدیم بادشاہوں کے وہ اونچے مقبرے جو مصریوں نے قاہرہ کے قریب تعمیر کیے تھے اور جو آج بھی وہاں موجود ہیں (اہرام جمع ہرم، مراد مینار کی طرح اونچی چیز)۔ دَشت: جنگل۔ جگر تاب: مراد دل کو تڑپانے والا۔ فطرت: قدرت۔ فقط: صرف۔ عظمت: بڑائی، شان۔ نگوں سار: الٹا، سر جھکائے ہوئے۔ اَبدِیت: ہمیشگی، ہمیشہ رہنے کی حالت۔ صیّاد: شکاری۔ مَردانِ ہُنر مند: فن والے لوگ، اہلِ فن۔ نخچیر: شکار۔

مخلوقاتِ ہُنر

ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہُنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشا پہ نہاں خانۂ ذات

نہ خودی ہے، نہ جہانِ سحَر و شام کے دَور
زندگانی کی حریفانہ کشاکش سے نجات

آہ، وہ کافرِ بیچارہ کہ ہیں اُس کے صنَم
عصرِ رفتہ کے وہی ٹُوٹے ہُوئے لات و منات!

تُو ہے میّت، یہ ہُنر تیرے جنازے کا امام
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات!

مخلوقات: مخلوق بمعنی پیدا کیا گیا کی جمع، مراد فن یا Art کی بنی ہوئی چیزیں۔ **فردوسِ نظر**: ایسی چیز جو آنکھوں کے لیے جنت کی طرح خوش گوار ہو، بہت دل کش۔ **تعمیر**: مراد فن کے نمونے/ چیزیں۔ **فاش**: ظاہر۔ **چشمِ تماشا**: نظارہ کرنے یا دیکھنے والی آنکھ۔ **نہاں خانہ**: چُھپا ہوا گھر، مراد اندر کی یا راز کی بات۔ **ذات**: وجود، ہستی، یعنی اہلِ فن۔ **سحر و شام**: صبح اور شام۔ **دَور**: گردش، چکر۔ **حریفانہ**: دشمنوں کی سی۔ **کشاکش**: کھینچا تانی۔ **نجات**: رہائی۔ **کافرِ بیچارہ**: مراد ہندوستان کا فنکار۔ **صنم**: بت۔ **عصرِ رفتہ**: گزرا ہوا زمانہ، ماضی۔ **لات و منات**: قدیم عرب کے مشہور بت، مراد فن کے وہی پرانے طریقے، جن میں نیا پن نہیں۔ **مرقد**: آرام کی جگہ، قبر۔ **شبستاں**: رات کو سونے/ رات گزارنے کی جگہ۔

اقبال

فردوس میں رُومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش

حلاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش!

رُومی: مشہور صوفی شاعر مولانا جلال الدین محمد رومی جن کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا گیا اور جن کا مزار قونیہ (ترکی) میں ہے (وفات ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء)۔ سنائی: فارسی کے مشہور شاعر ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی (وفات ۵۴۵ھ/ ۱۱۵۰ء)۔ ان کی مثنوی ''حدیقۃ الحقیقہ'' بہت مشہور ہے۔ کاسہ: پیالہ۔ آش: شوربا (وہی کاسہ وہی آش: مراد وہی پرانی روش اور اندھی پیروی کی فضا جو پہلے بھی تھی)۔ حلاج: اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی حسین بن منصور جنھوں نے ''انا الحق'' کا نعرہ لگایا (یعنی میں خدا ہوں) جس پر علمائے وقت نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر خلیفۂ بغداد مقتدر سے انھیں پھانسی دلوا دی۔ ان کی ولادت صوبہ فارس کے ایک قصبہ میں تقریباً ۲۴۴ھ/ ۸۵۸ء میں اور وفات چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ مردِ قلندر: عشقِ حقیقی کے جذبے سے سرشار آدمی، یہاں مراد خود علامہ اقبال ہیں۔

فنونِ لطیفہ

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا

مقصودِ ہُنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفَس یا دو نفَس مثلِ شرر کیا

جس سے دلِ دریا مُتلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدَف کیا، وہ گُہر کیا

شاعر کی نوا ہو کہ مُغنّی کا نفَس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

بے مُعجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہُنر کیا!

فنونِ لطیفہ: عمدہ فن (فنون جمع فن) Fine Arts۔ ذوقِ نظر: اچھی خوبصورت چیزوں کو دیکھنے کا فطری مذاق۔ سوزِ حیات: زندگی کی حرارت، جذبوں کا جوش۔ مثلِ شرر: چنگاری کی مانند، مراد عارضی، وقتی۔ متلاطم: طوفانی۔ قطرۂ نیساں: بہار کی بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بن جاتا ہے۔ صدف: سیپی۔ نوا: آواز، مراد شاعری۔ مُغنّی: گانے والا۔ نفَس: سانس، ہوا۔ بادِ سحر: صبح کی ہوا۔ مُعجزہ: مراد انتہائی غیر معمولی اور اہم کارنامہ۔ ضربِ کلیمی: حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ نے دریائے نیل پر اپنا عصا مار کر اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ عصا فرعون کے دربار میں جادوگروں کے سانپوں کو اژدہا بن کر کھا گیا۔ یہاں مراد معجزے کی سی قوت۔

صُبحِ چمن

پھول

شاید تُو سمجھتی تھی وطن دُور ہے میرا
اے قاصدِ افلاک! نہیں، دُور نہیں ہے

شبنم

ہوتا ہے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردُوں سے زمیں دُور نہیں ہے

صبح

مانندِ سحر صحنِ گُلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹُوٹے
ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش، ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھُوٹے!

قاصدِ افلاک: آسمانوں کا ایلچی، آسمانوں کا پیغام پہنچانے والا۔ نکتہ: لطیف یا گہری بات۔ گردُوں: آسمان۔ تہِ پا: پاؤں کے نیچے۔ گوہرِ شبنم: شبنم کا موتی، مراد شبنم کا قطرہ۔ بیاباں: ویرانہ، ایسی زمین جہاں پانی اور گھاس وغیرہ نہ ہو۔ ہم آغوش: بغل گیر، گلے ملنے کی حالت۔ دامنِ افلاک: آسمانوں کا پلّو، مراد آسمانی یا بلندی کی فضا۔

خاقانی

وہ صاحبِ 'تحفۃ العراقین'
اربابِ نظر کا قُرۃُ العَین

ہے پردہ شگاف اُس کا اِدراک
پردے ہیں تمام چاک در چاک

خاموش ہے عالَمِ معانی
کہتا نہیں حرفِ 'لن ترانی'!

پوچھ اس سے یہ خاک داں ہے کیا چیز
ہنگامۂ این و آں ہے کیا چیز

وہ محرمِ عالَمِ مکافات
اک بات میں کہہ گیا ہے سَو بات

"خود بوے چنیں جہاں تواں بُرد
کابلیس بماند و بُوالبشر مُرد!" ☆

خاقانی: فارسی کا مشہور شاعر افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی، تخلص خاقانی۔ تبریز کے مقام پر ۱۱۸۶ء میں فوت

ہوا۔ حضور اکرمؐ کی نعتیں بڑی دل سوزی سے لکھی ہیں۔ اسی بنا پر اُسے ''حسان العجم'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ صاحب ''تحفۃ العراقین'': جس نے مثنوی تحفۃ العراقین لکھی۔ مراد خاقانی۔ خاقانی کی اس مثنوی کو بہت شہرت حاصل ہے۔ خاقانی نے ۵۴۹ھ/ ۴-۱۱۵۳ء حج کے لیے مکہ کا سفر کیا اور واپسی پر (بعض کے نزدیک مکہ جاتے ہوئے) اس نے یہ مثنوی لکھی۔ اس مثنوی میں خاقانی نے اپنے عراقِ عجم و عراقِ عرب کے سفر کا حال بیان کیا ہے۔ قُرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک۔ پردہ شگاف: پردے کو پھاڑنے والا، مراد کائنات کے رازوں کو جاننے اور بتانے والا۔ چاک در چاک: پوری طرح پھٹے ہوئے، مراد کوئی بھی راز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عالمِ معانی: حقیقت کی دنیا، آخرت کی دنیا۔ ''لن ترانی'': ''لن ترانی'' (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) اشارہ ہے اس ارشادِ خداوندی کی طرف جو حضرت موسیٰؑ کو جواباً فرمایا۔ خاک داں: مٹی کوڑا پھینکنے کی جگہ، مراد دنیا۔ ہنگامہ: شور غل، بھیڑ۔ این و آں: یہ اور وہ، یعنی یہ دنیا۔ محرم: رازوں سے واقف۔ عالمِ مکافات: عقبیٰ، حقیقت کی دنیا جہاں ہر انسان کو اس کے عمل کی جزا یا سزا ہوگی۔

☆ اس قسم کی دنیا، جہاں شیطان تو رہ گیا اور آدم مر گیا، کی بولی جا سکتی ہے مراد لکی دنیا کے رازوں سے واقفیت ضروری ہے جس میں شیطانی کھیل تو جاری ہیں لیکن انسانیت ختم ہو گئی ہے۔

رُومی

غلط نگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک

ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک

گُسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تُو ہے نغمۂ رُومی سے بے نیاز اب تک!

رُومی: مولانا جلال الدین رومی (ذکر پہلے آ چکا ہے)۔ غلط نگر: غلط دیکھنے والی۔ چشمِ نیم باز: آدھی کھلی آنکھ۔ نیاز: ضرورت، مراد محکومی/غلامی۔ آشنا: واقف، جاننے والا/والی۔ ناز: فخر، مراد بے پروائی اور آزادی۔ قیام: نماز میں کھڑے ہونے کی حالت۔ گسستہ تار: جس کے تار ٹوٹے ہوئے ہوں۔ نغمۂ رومی: مراد رومی کی شاعری۔

جدّت

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منوّر ہوں ترے نورِ سحر سے

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے

اغیار کے افکار و تخیّل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

جدّت: نیا پن۔ منوّر: روشن۔ نورِ سحر: صبح کی روشنی۔ کسبِ ضیا: روشنی حاصل کرنے کا عمل۔ سیمائے قمر: چاند کی پیشانی۔ متلاطم: طوفانی۔ موجِ گہر: موتی کی لہر، موتی کی چمک کو موج کہا ہے۔ اعجاز: کرشمہ، کرامت، معجزہ
اغیار: غیر کی جمع، دوسرے لوگ، دوسری قومیں۔ تخیّل: خیال میں لانا، خیالات۔ گدائی: بھیک۔

مرزا بیدلؔ

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں، یہ دشت، یہ کہسار، یہ چرخِ کبود

کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر، ہے یا نہیں ہے تیری دُنیا کا وجود!

میرزا بیدلؔ نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

"دل اگر میداشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن ☆
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود"

بیدل: برصغیر کا مشہور فارسی شاعر میرزا عبدالقادر عظیم آبادی۔ ولادت ۱۰۵۴ھ/ ۱۶۴۴ء، وفات دہلی میں ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۱ء میں ہوئی، جہاں وہ مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے۔ غلط بیں: غلط دیکھنے والی۔ کہسار: کوہسار، ایسی جگہ جہاں بہت پہاڑ ہوں۔ چرخِ کبود: نیلا آسمان۔ اہلِ حکمت: عقل و دانش والے لوگ۔ کشود: حل، کھلنے کا عمل۔

☆ اگر دل میں وسعت ہوتی تو یہ چمن یعنی دنیا کا کوئی وجود نہ ہوتا۔ صراحی، یعنی دل، بہت ہی تنگ تھی جس کے سبب شراب کا رنگ (مراد خدا کی تجلیوں کا مظہر) باہر ہی نمایاں ہو گیا۔

جلال و جمال

مرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
ترے نصیب فلاطوں کی تیزیِ ادراک

مری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی
کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک

نہ ہو جلال تو حُسن و جمال بے تاثیر
نِرا نفَس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتش ناک

مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بے باک!

جلال: رعب و دبدبہ، اللہ کی ایک صفت۔ **زورِ حیدری**: حیدرِ کرارؓ (حضرت علیؓ) کا سا زور/ قوت، عظیم قوت جو باطل سے ٹکرا کر اسے فنا کر دے۔ **تیزیِ ادراک**: شعور کی تیزی، مشکل بات کو فوراً سمجھ جانا۔ **زیبائی**: خوبصورتی، حُسن۔ **سر بسجدہ**: سجدے میں سر جھکائے ہوئے۔ **بے تاثیر**: جس کا کوئی اثر نہ ہو۔ **نِرا**: محض، صرف۔ **نفَس**: سانس، مراد ہوا۔ **آتش ناک**: آگ والا، مراد جو دلوں میں حرارت پیدا کر دے۔ **تند**: تیز، سخت۔ **سرکش**: مراد تیز اور اونچا۔ **بے باک**: بے خوف، شوخ مراد تیز (شعلہ)۔

مُصوّر

کس درجہ یہاں عام ہُوئی مرگِ تخیل
ہندی بھی فرنگی کا مقلد، عجمی بھی!

مجھ کو تو یہی غم ہے کہ اس دَور کے بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سُرورِ ازَلی بھی

معلوم ہیں اے مردِ ہُنر تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے پُرانی بھی، نئی بھی

فطرت کو دِکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تُو نے
آئینۂ فطرت میں دِکھا اپنی خودی بھی!

مرگ: موت۔ تخیل: خیال میں لانا، ذہن میں آئے ہوئے کسی نئے خیال کو لفظوں کی صورت دینا۔ ہندی: ہندوستان کا رہنے والا۔ فرنگی: یورپ کا رہنے والا، انگریز۔ مُقلّد: پیروی کرنے والا۔ عجمی: غیر عرب؛ ایران، افغانستان وغیرہ کا آدمی۔ بہزاد: بہ + زاد = اچھی نسل والا مراد مصوّر۔ یہاں اشارہ ہے ایران کے مشہور مصور اور نقاش کمال الدین بہزاد کی طرف جو تیموری خاندان کے آخری بادشاہ سلطان ابوالحسین نازی کے دربار سے وابستہ تھا، بعد میں وہ صفوی دربار سے وابستہ ہوا۔ وفات مقام تبریز ۱۶ ویں صدی عیسوی۔ سرورِ ازلی: ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی روحانی مسرّت / نشہ۔ مردِ ہُنر: فن کا آدمی، فنکار (Artist)۔ آئینۂ فطرت: قدرت کا آئینہ، مناظرِ فطرت۔

سرودِ حلال

کھل تو جاتا ہے مُغنّی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندہ و پائندہ تو کیا دل کی کشود!

ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقامِ محمود

مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تُو رہے اور ترا زمزمۂ لاموجود

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مُطرِب کا ابھی تک وہ سرود!

سرودِ حلال: ایسا گانا / ایسی موسیقی جس کا سننا جائز ہو یعنی جسے سُن کر روح میں تازگی آئے۔ **دل کھل جانا:** ایسی بات جس سے دل میں تازگی پیدا ہو۔ **مغنّی:** گانے والا، موسیقار۔ **بم و زیر:** اونچی اور نیچی لے / سُر۔ **سینۂ افلاک:** آسمانوں کا سینہ، بلند فضاؤں میں۔ **نوا:** آواز، مراد نغمہ۔ **ایازی:** یعنی غلام ہونا۔ ایاز محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ **مَقامِ محمود:** محمود کا مرتبہ، مراد بہت بڑی عظمت۔ **حیرت کدہ:** حیرت کا گھر، مراد یہ کائنات جس کے مختلف مظاہر دیکھ کر انسان حیرت میں کھو جاتا ہے۔ **زمزمۂ "لاموجود":** "لاموجود" کا نغمہ / گیت، یعنی خدا کے سوا کوئی موجود نہیں (لاموجود الا اللہ)۔ **مَشروع:** وہ چیز / بات جو شرع کے مطابق جائز ہو۔ **فقیہانِ خودی:** خودی کے قاضی (فقیہان جمع فقیہ بمعنی قاضی)۔ **مُطرِب:** گانے والا۔ **سُرود:** نغمہ، گیت، ترانہ۔

سرودِ حرام

نہ میرے ذکر میں ہے صُوفیوں کا سوز و سُرور
نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب و عذاب
خدا کرے کہ اُسے اتّفاق ہو مجھ سے
فقیہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث و کتاب
اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب!

فوّارہ

یہ آبجو کی روانی، یہ ہمکناریِ خاک
مری نگاہ میں ناخوب ہے یہ نظّارہ
اُدھر نہ دیکھ، اِدھر دیکھ اے جوانِ عزیز
بلند زورِ دروں سے ہُوا ہے فوّارہ

سرودِ حرام: ایسا گانا جسے سن کر دل و روح افسردہ ہو جائیں۔ ذکر: خدا کی یاد۔ سوز و سرور: عشقِ الٰہی کا جذبہ اور نشہ۔ پیمانہ: ناپنے یعنی جانچنے کا آلہ۔ فقیہِ شہر: شہر کا قاضی۔ حدیث: بات، مراد حضور اکرمؐ کی حدیث کا علم۔ کتاب: مراد قرآن کریم۔ نائے: بانسری۔ چنگ: ایک قسم کا باجا۔ رباب: ایک قسم کی سارنگی۔

فوّارہ: تالاب میں لگا ہوا اونچا پائپ جس میں سے پانی اوپر کو اچھلتا ہے۔ آبجو: ندی۔ روانی: پانی کے بہنے کی حالت۔ ہمکناری: بغل گیر ہونے یعنی ساتھ رہنے / چلنے کی حالت۔ ناخوب: جو اچھا نہ ہو، بُرا۔ زورِ دروں: اندر کی قوت۔

شاعر

مشرق کے نَیستاں میں ہے محتاجِ نفَس نَے
شاعر! ترے سینے میں نفَس ہے کہ نہیں ہے

تاثیرِ غلامی سے خودی جس کی ہُوئی نرم
اچھی نہیں اُس قوم کے حق میں عجَمی لَے

شیشے کی صُراحی ہو کہ مٹّی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مے

ایسی کوئی دُنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!

نیستاں: نے+ ستاں = بانس کا جنگل. محتاجِ نفس: جسے سانس/ ہوا کی ضرورت ہو. نے: بانسری. عجمی لے: مراد ایران کی فارسی شاعری جس میں گُل وبلبل کی اور دوسری فرضی باتیں اور کہانیاں ہیں. سبو: پیالہ. شمشیر: تلوار. بے معرکہ: جنگ اور لڑائی کے بغیر، مراد تخت جدو جہد کے بغیر. ہاتھ آنا: حاصل ہونا، قابو آنا. تختِ جم و کے: جمشید اور کیخسرو / کیقباد کا تخت، مراد زبردست قوت وغلبہ یا عظیم حکومت وسلطنت (جمشید، کیخسرو اور کیقباد ایران کے، قبل از اسلام کے عظیم بادشاہ تھے، ویسے "کے" سب سے بڑے بادشاہ کا لقب تھا). ہر لحظہ: ہر پل، ہر لمحہ، ہر وقت. طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰؑ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا. برقِ تجلّی: خدائی جلوے کی زوردار چمک جسے دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے. مرحلۂ شوق: عشقِ حقیقی کی منزل (مرحلہ: کُوچ کرنے کی جگہ).

شعرِ عجم

ہے شعرِ عجم گرچہ طرب ناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیرِ خودی تیز

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مُرغِ سحر خیز

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہُوئی دولتِ پرویز

اقبالؔ یہ ہے خارہ تراشی کا زمانہ
’از ہرچہ بآئینہ نماید بہ پرہیز‘ ☆

شعرِ عجم: مراد ایرانی / فارسی شاعری۔ **طرب ناک**: خوشی اور مسرت سے پُر۔ **دل آویز**: دل کو بھانے والی / والا۔ **افسردہ**: بُجھا ہوا، مراد مُرجھایا ہوا۔ **مرغِ سحر خیز**: صبح اٹھنے یعنی چہچہانے والا پرندہ۔ **کوہ شکن**: پہاڑ توڑ ڈالنے والی۔ **متزلزل**: ڈگمگانے یا ہل جانے والی۔ **دولتِ پرویز**: پرویز کی حکومت۔ خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ شیریں اس کی بیوی تھی جس پر فرہاد عاشق تھا۔ فرہاد نے اسی کے کہنے پر کوہ بیستون کو کھودا، لیکن شیریں پھر بھی اسے نہ مل سکی۔ یہاں اسی طرف اشارہ ہے۔ **خارہ تراشی**: پتھر تراشنے / کاٹنے کا عمل، مراد سخت کوشش، جدوجہد (صحیح املا: خارا)۔

☆ جو کچھ بھی تجھے آئینے میں دکھایا جائے اس سے بچ، یعنی حقیقت پر نظر کر / توجہ کر۔

ہُنرورانِ ہند

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار

موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہُنر ان برہمنوں کا بیزار

چشمِ آدم سے چُھپاتے ہیں مَقاماتِ بلند
کرتے ہیں رُوح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار

ہند کے شاعر و صُورت گر و افسانہ نویس
آہ، بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

ہنروران: ہنرور کی جمع، فن کار Artist۔ اندیشۂ تاریک: کسی فکر یا ایسا تخیل جس سے جذبوں میں بیداری نہ آئے۔ نقش گری: نقاشی کا کام یعنی مصوری۔ صنم خانہ: بت خانہ مراد Art House۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا، مراد مصور۔ مقاماتِ بلند: اعلیٰ درجے کے مرتبے۔ خوابیدہ: سوئی ہوئی، جس میں تازگی نہ ہو۔ بیدار: جاگی ہوئی۔ صورت گر: تصویر بنانے والا، مصور۔ اعصاب: جمع عصب، پٹھے، رگیں۔

مردِ بزرگ

اُس کی نفرت بھی عمیق، اُس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اُس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اُس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

انجمن میں بھی مُیَسّر رہی خلوَت اُس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جُدا، سب کا رفیق

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق

اُس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جُدا
اُس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

مردِ بزرگ: عظیم/بڑا انسان، مراد مردِ مومن۔ عمیق: گہری، شدید۔ قہر: سختی، غضب۔ شفیق: جس میں شفقت ہو، مہربانی کرنے والا۔ تقلید: پیروی۔ تخلیق: کوئی نئی بات پیدا کرنا۔ انجمن: بزم، محفل۔ خلوت: تنہائی۔ رفیق: ساتھی۔ شمعِ محفل: جو الگ رہ کر جلتی اور محفل کو روشن رکھتی ہے۔ تابانی: روشنی، چمک۔ معانی: جمع معنی، مطالب۔ دقیق: گہرا، باریک، نازک۔ محرم: واقفِ حال۔ پیرانِ طریق: طریقت کے بزرگ/صوفیاء۔

عالمِ نَو

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نَو کی تصویر

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اُسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہُوئی دُنیا تعمیر

بدن اس تازہ جہاں کا ہے اُسی کی کفِ خاک
رُوح اِس تازہ جہاں کی ہے اُسی کی تکبیر

عالمِ نو: نئی دنیا، نئی کائنات۔ ضمیر: باطن، دل۔ بانگ: آواز۔ تازہ جہاں: نئی دنیا۔ کفِ خاک: مراد جسم۔ تکبیر: اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر)۔

ایجادِ معانی

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مردِ ہنر مند ہے آزاد!

خونِ رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
میخانۂ حافظ ہو کہ بتخانۂ بہزاد

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد!

ایجادِ معانی: شاعری میں نئے مضمون پیدا کرنا۔ خداداد: خدا کی دی ہوئی۔ مردِ ہنر مند: فن کار۔ معمار: بنانے والا، مراد شاعر، مصور۔ میخانۂ حافظ: حافظ شیرازی کی شاعری، ایران کا مشہور شاعر۔ بتخانۂ بہزاد: مراد ایرانی مصور بہزاد کی تصویروں کا مجموعہ۔ محنتِ پیہم: لگاتار محنت۔ جوہر کھلنا: خوبیاں اور اہلیتیں ظاہر ہونا۔ شرر: چنگاری۔ تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار۔ فرہاد: شیریں کا عاشق جس نے پہاڑ کھودا تھا۔ غزل سرا: غزل گانے / لکھنے والا۔

موسیقی

وہ نغمہ سردیِ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سُن کے ترا چہرہ تابناک نہیں
نوا کو کرتا ہے موجِ نفَس سے زہر آلود
وہ نَے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں
پھرا میں مشرق و مغرب کے لالہ زاروں میں
کسی چمن میں گریبانِ لالہ چاک نہیں

ذوقِ نظر

خودی بلند تھی اُس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاد سے دمِ تعزیر
ٹھہر ٹھہر کہ بہت دِل کُشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیِ شمشیر!

سردیِ خون: جوش اور جذبہ کی گرمی سے خالی. موجِ نفس: سانس کی لہر. نَے نواز: بانسری بجانے والا. ضمیر: باطن، دل. لالہ زار: مراد شہر. لالہ: مراد فن کار.

ذوقِ نظر: کسی چیز کو دیکھنے کا عمدہ مذاق. خوں گرفتہ چینی: سزا کے طور پر قتل کیے جانے والا چینی۔ غالباً اشارہ ہے چینی شاعر "لی کان" کی طرف (۳۰۰-۲۰۰ ء) جسے نا انصافی کے ساتھ قتل کیا گیا، لیکن اس کا پختہ ارادہ اس سزا کے آگے کمزور نہ ہوا. دمِ تعزیر: سزا کے وقت. تابناکی: چمک.

شعر

مَیں شعر کے اَسرار سے مَحرم نہیں لیکن
یہ نُکتہ ہے، تاریخِ اُمم جس کی ہے تفصیل
وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل!

رقص و موسیقی

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اَہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سُرورِ انجمن

فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اَسرارِ فن
شعر گویا رُوحِ موسیقی ہے، رقص اس کا بدن!

اَسرار: بھید۔ محرم: واقف۔ حیاتِ ابدی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی۔ نغمۂ جبریل: حضرت جبرئیل کا ترانہ/وحی۔ بانگِ سرافیل: فرشتہ اسرافیلؑ کے صور پھونکنے کی آواز جس سے مُردے قیامت کے روز زندہ ہوں گے۔

رقص: ناچ۔ اَہرمن: شیطان۔ فاش: ظاہر۔ چینی حکیم: چین کا فلسفی، اشارہ ہے کنفیوشس کی طرف جس نے شاعری، موسیقی اور ناچ کے ذریعے چینی عوام کو تعلیم دی۔ ۴۷۹ قبل مسیح میں فوت ہوا۔ اسرارِ فن: فن کی باریکیاں۔

ضبط

طریقِ اہلِ دُنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی
یہ نُکتہ پیرِ دانا نے مجھے خلوَت میں سمجھایا
کہ ہے ضبطِ فُغاں شیری، فُغاں رُوباہی و میشی!

رقص

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
رُوح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللّٰہی!
صِلہ اُس رقص کا ہے تشنگیِ کام و دہن
صِلہ اِس رقص کا درویشی و شاہنشاہی!

طریق: طریقہ۔ ضبطِ فُغاں: آہ و زاری روکنے کی حالت۔ شیری: دلیری۔ فُغاں: آہ و زاری۔ رُوباہی: مکّاری۔ میشی: بزدلی۔

رقصِ بدن: جسم کا تھرکنا۔ خم و پیچ: ٹیڑھی سیدھی چال۔ ضربِ کلیم اللّٰہی: حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سی چوٹ۔

صلہ: بدلہ، انعام۔ تشنگی: پیاس۔ کام و دہن: حلق اور منہ۔

سیاسیاتِ مشرق ومغرب

اِشتراکیت

قوموں کی روِش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سُود نہیں رُوس کی یہ گرمیِ رفتار

اندیشہ ہُوا شوخیِ اَفکار پہ مجبور
فرسُودہ طریقوں سے زمانہ ہُوا بیزار

انساں کی ہوس نے جنھیں رکھّا تھا چھُپا کر
کھُلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اَسرار

قُرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدّتِ کردار

جو حرفِ 'قُلِ العفو' میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دَور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

اِشتراکیت: سوشلزم، اس نظام کے مطابق ملک کی آمدنی میں سب کا برابر کا حصہ ہے۔ **روِش**: طور طریقہ۔ **بے سُود**: بے فائدہ۔ **گرمیِ رفتار**: پکے ارادے والا طریقہ۔ **اندیشہ**: سوچ فکر۔ **شوخیِ افکار**: خیالات کی دل کشی۔ **فرسودہ**: گھِسا پِٹا۔ **بتدریج**: آہستہ آہستہ۔ **غوطہ زن**: مراد بہت غور سے پڑھ۔ **جِدّتِ کردار**: عمل اور جدوجہد میں نیا پن۔ **"قُلِ العفو"**: قرآنی آیت کا ٹکڑا جس میں حضور اکرمؐ سے فرمایا گیا ہے: لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کتنا خرچ کریں، آپ کہہ دیجیے جتنا تمھارا اخراجات سے بچ جائے۔ **پوشیدہ**: چھُپا ہوا۔ **نمودار**: ظاہر۔

کارل مارکس کی آواز

یہ علم و حکمت کی مُہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمائش
نہیں ہے دُنیا کو اب گوارا پُرانے افکار کی نمائش

تری کتابوں میں اے حکیمِ معاش رکھّا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خم دار کی نمائش، مریز و کج دار کی نمائش

جہانِ مغرب کے بُت کدوں میں، کلیسیاؤں میں، مدرسوں میں
ہوس کی خوں ریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیّار کی نمائش

کارل مارکس: سوشلزم کا بانی، جرمنی کا یہودی سوشلسٹ جس نے ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء میں وفات پائی۔ مُہرہ بازی: مغالطہ پیدا کرنے والی چالیں۔ گوارا: جو پسند آئے۔ پُرانے افکار: ایسے خیالات جو موجودہ حالات کے لیے مناسب نہیں۔ حکیمِ معاش: اقتصادی امور سے متعلق علم کا عالم۔ خطوطِ خمدار: مراد وہ نقشہ جو کسی کام/نظام کی ترقی کا پتا دیتا ہے۔ مریز و کج دار: مراد پروپیگنڈا یہ کرو کہ بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن دو کچھ بھی نہیں۔ کلیسا: عیسائی مذہبی ادارہ۔ خونریزی: خون بہانا۔ عیار: دھوکے باز۔

اِنقلاب

نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
خودی کی موت ہے یہ، اور وہ ضمیر کی موت
دِلوں میں ولولۂ انقلاب ہے پیدا
قریب آ گئی شاید جہانِ پیر کی موت!

خوشامد

مَیں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ، ولیکن
اربابِ نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز
کر تُو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا، اور نئے دَور کا آغاز
معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلّو کو اگر 'رات کا شہباز'!

سوز و سازِ حیات: زندگی کا جوش و جذبہ۔ ولولہ: جوش۔ جہانِ پیر: بہت قدیم دُنیا۔

کارِ جہاں: دُنیا کے معاملات۔ آگاہ: واقف۔ اربابِ نظر: بصیرت رکھنے والے۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔ دستور: قانون، طریقہ۔

مناصِب

ہُوا ہے بندۂ مومن فسونیِ افرنگ
اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نم ناک

ترے بلند مناصِب کی خیر ہو، یا رب!
کہ ان کے واسطے تُو نے کِیا خودی کو ہلاک

مگر یہ بات چھُپائے سے چھُپ نہیں سکتی
سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعتِ چالاک

شریکِ حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط اُن کا جوہرِ اِدراک!

مناصب: منصب کی جمع، مرتبے۔ فسونیِ افرنگ: انگریزوں کے جادو کا شکار۔ قلندر: مومن۔ طبیعت چالاک: مراد شعور رکھنے والی طبیعت۔ شریکِ حکم: مراد حکومت میں ساتھ رکھنا۔ جوہرِ ادراک: فہم اور عقل کی اہلیت۔

یورپ اور یہود

یہ عیشِ فراواں، یہ حکومت، یہ تجارت
دل سینۂ بے نُور میں محرومِ تسلّی

تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دُھویں سے
یہ وادیِ اَیمن نہیں شایانِ تجلّی

ہے نَزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی مُتولّی!

فراواں: بہت۔ مشینوں کا دُھواں: یعنی مادی خواہشات اور ضرورتوں میں کھوئے رہنے کی تاریکی۔ وادیِ ایمن: وہ پہاڑی جگہ جہاں حضرت موسیٰ نے خدا کا جلوہ دیکھا، یہاں یہودیوں کے حوالے سے یورپ کو کہا ہے۔ شایانِ تجلّی: جلوے (خدا کے فضل و کرم) کے لائق۔ نزع: مرنے کے قریب کی حالت۔ تہذیب جواں مرگ: جوانی ہی میں مر جانے والی تہذیب۔ متولّی: خانقاہ / گرجے کا انتظام سنبھالنے والا، گدی نشین۔

نفسیاتِ غلامی

شاعر بھی ہیں پیدا، عُلما بھی، حُکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ

بہتر ہے کہ شیروں کو سِکھا دیں رمِ آہُو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

نفسیات: مراد ذہنیت۔ عُلما: جمع عالم۔ حُکما: جمع حکیم، دانا، فلسفی۔ شرحِ معانی: معنوں یا حقیقتوں کو کھول کر بیان کرنا۔ یگانہ: بے مثال۔ رمِ آہو: ہرن کا ڈر کر بھاگنا، مراد بزدلی۔ شیر: مراد آزاد قوم۔ شیری: دلیری، آزادی۔ تاویل: اصل مطلب سے ہٹ کر دوسرا اور غلط مطلب لینا۔ مسائل: جمع مسئلہ۔

بلشویک رُوس

رَوِش قضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیرِ جہاں میں ہے کیا بات

ہُوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حِفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات

یہ وَحیِ دہریّتِ رُوس پر ہُوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!

بلشویک: خدا کے وجود کا منکر، دہریہ۔ روِش: طور طریقہ۔ ضمیر: باطن۔ کسرِ چلیپا: صلیب یعنی عیسائیت کی توڑ پھوڑ۔ مامور: حکم دیا گیا۔ حفظِ چلیپا: عیسائیت کی حفاظت۔ دہریت: خدا کو نہ ماننے کا عمل۔ نازل: اُتری۔ کلیسائیوں کے لات و منات: عیسائی مذہب کے دینی و مذہبی ادارے اور مذہبی طور طریقے۔

آج اور کل

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے!

خود افروز: اپنے آپ کو روشن کرنے والا یعنی اپنی خودی کو بلند کرنے والا۔ جگر سوز: بیحد جدوجہد کرنے والا۔ ہنگامۂ فردا: مستقبل کی رونق مراد شاندار مستقبل۔ امروز: آج یعنی موجودہ زمانے کے تقاضوں کا احساس اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کیفیت۔

مشرق

مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہُوا
نسیمِ صُبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ رُوحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رَسَن کی تلاش میں ہے ابھی

نوا: مراد شاعری۔ **گریبانِ لالہ**: لالہ کا گریبان مراد مُسلم قوم پر۔ **چاک ہوا**: پھٹا، مراد اثر ہوا۔ **مصطفیٰ**: ترکی کے فرماں روا مصطفیٰ اتاترک (مصطفیٰ کمال پاشا) جنھوں نے انگریزوں سے ٹکر لے کر انھیں ترکی سے نکال دیا۔ وفات ۱۹۳۸ء۔ **رضا شاہ**: ایران کے بادشاہ رضا شاہ کبیر جنھوں نے ایران کو یورپ کی غلامی سے نجات دلائی، لیکن ان دونوں نے قوم کو مادیت کے چکر سے نہ نکالا۔ **روحِ شرق**: مشرق یعنی اہل مشرق یا مسلمان کی روحانی تربیت۔ **دار و رسن**: پھانسی اور رسّی، اشارہ ہے منصور حلاج کی طرف جنھیں "انا الحق" کا نعرہ لگانے پر پھانسی دے دی گئی تھی۔

سیاستِ افرنگ

تری حریف ہے یا رب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس

بنایا ایک ہی اِبلیس آگ سے تُو نے
بنائے خاک سے اُس نے دو صد ہزار ابلیس!

حریف: مقابلے پر آنے والی۔ سیاستِ افرنگ: یورپ کی سیاست۔ پجاری: پوجا کرنے والا۔ رئیس: سردار بڑے بڑے لوگ۔ دو صد ہزار: مراد لاکھوں۔ ابلیس: مراد شیطانی کام کرنے والے۔

خواجگی

دَورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجّادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں اِمام

اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سیکڑوں صدیوں سے خُوگر ہیں غلامی کے عوام

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام!

خواجگی: آقا یا حاکم ہونا۔ دَورِ حاضر: آج کا زمانہ۔ عہدِ قدیم: پرانا زمانہ۔ اہلِ سجادہ: مراد پیر اور صوفی۔ اہلِ سیاست: سیاست دان۔ کرامت: پیروں کا ایسا کام جو عام آدمی کے بس کا نہ ہو، مراد غیر معمولی کام۔ پختہ: مضبوط۔ خوئے غلامی: غلامی کی عادت۔

غلاموں کے لیے

حکمتِ مشرق و مغرب نے سِکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لیے ہے اِکسیر

دِین ہو، فلسفہ ہو، فَقر ہو، سُلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بِنا پر تعمیر

حرف اُس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

حکمت: دانائی، فلسفہ۔ اکسیر: بہت فائدہ مند۔ فقر: مادی دنیا کی بجائے روحانی دنیا سے عشق۔ عقائد: عقیدہ کی جمع، مذہبی یا غیر مذہبی خیالات۔ حرف: مراد باتیں۔ بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی۔ زار و زبوں: ذلیل اور خوار۔ تہی: خالی۔

اہلِ مصر سے

خود ابوالہول نے یہ نکتہ سکھایا مجھ کو
وہ ابوالہول کہ ہے صاحبِ اَسرارِ قدیم

دفعۃً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ اُمَم
ہے وہ قُوّت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم

ہر زمانے میں دِگرگوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیرِ محمدؐ ہے، کبھی چوبِ کلیمؑ!

ابوالہول: قدیم زمانے کا ایک مصری بت جسے پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا۔ کوئی آٹھ فٹ اونچا اور بڑا ہی ڈراؤنا ہے۔ اس کا جسم شیر کا اور چہرہ انسان کا ہے۔ صاحبِ اَسرارِ قدیم: پرانے بھید جاننے والا۔ حریف: مقابلہ کرنے والی۔ قوت: مراد جد و جہد اور جذبوں کی طاقت۔ تقدیرِ اُمم: قوموں کی تقدیر۔ عقلِ حکیم: دانا یا فلسفی کی عقل۔ دِگرگوں: اُلٹ پلٹ۔ شمشیرِ محمدؐ: حضور اکرمؐ کی تلوار، مراد حضور اکرمؐ کا لایا ہوا اسلامی انقلاب جس نے باطل قوتوں کو مٹا دیا۔ چوبِ کلیمؑ: حضرت موسیٰؑ کا عصا، جس سے حضرت موسیٰؑ کے معجزے وابستہ ہیں۔

ابی سینیا

(۱۸/اگست ۱۹۳۵ء)

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی لاش
ہونے کو ہے یہ مُردۂ دیرینہ قاش قاش!

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گُرگ کو ہے بَرّۂ معصوم کی تلاش!

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئنہ
روما نے کر دیا سرِ بازار پاش پاش
پیرِ کلیسیا! یہ حقیقت ہے دلخراش!

ابی سینیا: ۱۸۔اگست ۱۹۳۵ء کو اٹلی نے بلا وجہ حبشہ کے اس شہر پر حملہ کر دیا تھا، جس پر علامہ نے یہ قطعہ کہا کرگس: گِدھ، مردار کھانے والا پرندہ۔ زہرناک: بہت زہریلی۔ مُردۂ دیرینہ: پرانا مُردہ، گدھ کے حوالے سے ابی سینیا کو کہا۔ قاش قاش/پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ گُرگ: بھیڑیا، مراد ظالم۔ بَرّۂ معصوم: بکری کا بے گناہ بچہ، مراد مظلوم یعنی ابی سینیا۔ اے وائے: افسوس ہے۔ آبروئے کلیسا: یعنی عیسائیت کی عزت۔ روما: روم مراد اٹلی۔ سرِ بازار: بیچ بازار یعنی کھلے بازار۔ پیرِ کلیسیا: عیسائیت کے مذہبی رہنما۔ دل خراش: دل زخمی کرنے والی۔

ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
زُناریوں کو دیرِ کُہن سے نکال دو

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو

اہلِ حرم سے اُن کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزارِ خُتن سے نکال دو

اقبالؔ کے نفَس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

فرمان: حکم۔ سیاسی فرزند: یعنی وہ سیاست دان جو شیطان کی سی چالیں چلتے ہیں۔ سیاست کا پیچ: سیاست کی ہیرا پھیری، الٹ پھیر۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی رہنما۔ زناری: مراد کافروں کے سے طور طریقے والا۔ دیر کہن: پرانا مندر۔ فاقہ کش: غریب، مراد مسلمان۔ روحِ محمدؐ: مراد حضور اکرمؐ کی محبت اور آپؐ کی تعلیمات کا اثر۔ فکرِ عرب: مراد اسلامی خیالات۔ فرنگی تخیلات: یورپ کے خیالات جن میں مادہ پرستی ہے۔ حجاز و یمن: مراد اسلامی ممالک۔ غیرتِ دیں: اسلامی شریعت کی عزت برقرار رکھنے کا جذبہ۔ کوہ و دمن: پہاڑ اور وادی، پہاڑی علاقے۔ اہلِ حرم: مراد مسلمان۔ روایات: روایت کی جمع، مراد اسلامی طور طریقے جو شروع سے چل رہے ہیں۔ آہو: ہرن، مراد مسلمان۔ مرغزار: جانوروں کے چرنے کی جگہ۔ ختن: ترکستان کا ایک شہر جہاں کے ہرن مشہور ہیں مراد اسلامی ممالک۔ نفس: سانس، مراد شاعری لالے کی آگ تیز: مراد مسلمانوں میں جوش و جذبہ تیز کرنے کا عمل۔ غزل سرا: غزل کہنے والا شاعر۔

ل بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

جمعیّتِ اقوامِ مشرق[1]

پانی بھی مسخّر ہے، ہوا بھی ہے مسخّر
کیا ہو جو نگاہِ فلکِ پیر بدل جائے

دیکھا ہے مُلوکیّتِ افرنگ نے جو خواب
ممکن ہے کہ اُس خواب کی تعبیر بدل جائے

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کُرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!

جمعیتِ اُقوام: قوموں کے ایک جگہ اکٹھے ہونے کا عمل۔ اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے بعد یورپ کی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی۔ یہاں مراد مسلمانوں کی ایسی تنظیم۔ مسخّر: قبضے میں ہونا۔ نگاہِ فلکِ پیر: بوڑھے آسمان کی نگاہ، مراد مقدر۔ ملوکیّتِ افرنگ: یورپ والوں کی شہنشاہی / حکومت۔ تعبیر: کسی خواب کا نتیجہ۔ طہران: ایران کا صدر مقام۔ عالمِ مشرق: مشرق میں واقع تمام ممالک۔ جنیوا: وہ مقام جہاں جمعیتِ اقوام قائم ہوئی تھی۔ کرۂ ارض: مراد دنیا۔

---

[1] بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

سُلطانیِ جاوید

غوّاص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی
لیکن مجھے اعماقِ سیاست سے ہے پرہیز

فطرت کو گوارا نہیں سُلطانیِ جاوید
ہر چند کہ یہ شُعبدہ بازی ہے دل آویز

فرہاد کی خارا شِگَنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دُنیا میں مُلوکیتِ پرویز!

سلطانیِ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کی سلطنت / حکومت۔ غوّاص: غوطہ لگانے والا، سمندر میں موتی تلاش کرنے والا۔ اُعماق: عُمق کی جمع، گہرائیاں۔ گوارا: پسند۔ ہر چند: اگرچہ۔ شعبدہ بازی: جادوگری یعنی دھوکے کا کھیل۔ دل آویز: دل کو بھانے والی۔ خارا شگنی: پتھر توڑنا، فرہاد نے پہاڑ کھودا تھا شیریں کے عشق میں۔ ملوکیتِ پرویز: خسرو پرویز (اسلام سے پہلے ایران کا ایک عظیم بادشاہ) کی بادشاہی۔

جمہوریت

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

یورپ اور سُوریا

فرنگیوں کو عطا خاکِ سُوریا نے کیا
نبیِ عفّت و غم خواری و کم آزاری
صِلہ فرنگ سے آیا ہے سُوریا کے لیے
مے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری!

مردِ فرنگی: انگریز آدمی مراد استاں دال، فرانسیسی ناول نویس (۱۷۸۳ء-۱۸۴۲ء)۔ فاش: ظاہر۔ طرزِ حکومت: حکومت کرنے کا انداز۔

سُوریا: مُلکِ شام۔ نبیِ عفت: پرہیزگاری کے نبی، مراد حضرت عیسیٰؑ۔ غم خواری: غم بانٹنا، غم دور کرنا۔ کم آزاری: کسی کو تکلیف نہ دینا۔ قمار: جوا۔ ہجوم: بھیڑ۔ زنانِ بازاری: بازاری عورتیں، بدچلن عورتیں۔

مسولینی[1]

(اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے)

کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جُرم!
بے محل بگڑا ہے معصومانِ یورپ کا مزاج

مَیں پھٹکتا ہُوں تو چھلنی کو بُرا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار! تُو چھلنی، مَیں چھاج

میرے سَودائے مُلوکیّت کو ٹھُکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زُجاج؟

یہ عجائب شعبدے کس کی مُلوکیّت کے ہیں
راجدھانی ہے، مگر باقی نہ راجا ہے نہ راج

آلِ سیزر چوبِ نَے کی آبیاری میں رہے
اور تم دُنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑو بے خراج!

تم نے لُوٹے بے نَوا صحرا نشینوں کے خِیام
تم نے لُوٹی کِشتِ دہقاں، تم نے لُوٹے تخت و تاج

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کُشی
کل رَوا رکھّی تھی تم نے، مَیں رَوا رکھتا ہُوں آج!

مسولینی: اٹلی کا آمر حکمران۔ ۱۹۴۵ء میں قتل ہوا۔ معصومانِ یورپ: یورپ کے بے گناہ (طنز کے طور پر کہا ہے) مراد یورپ کی ظالم قومیں۔ پھٹکنا: چھاج میں غلہ وغیرہ صاف کرنا۔ چھاج: غلہ صاف کرنے کا اوزار۔ سودائے مُلوکیت: بادشاہت کا جنون/پاگل پن۔ ٹھکرانا: ٹھوکر مارنا، مراد حقارت سے دیکھنا۔ زُجاج: شیشہ۔ عجائب شعبدے: حیران کرنے والی چالیں اور فریب۔ مُلوکیت: بادشاہت۔ راجد ھانی: حکومت کا مرکز/مرکزی شہر۔ اشارہ ہے دہلی کی طرف جو ہندوستان کا مرکزی شہر تھا اور انگریز، برطانیہ میں بیٹھے اس پر حکومت کر رہے تھے۔ آلِ سیزر: اٹلی کے حکمران کی اولاد۔ چوبِ نَے: مراد بانسوں کا جنگل جسے کاٹ کر اٹلی کی حکومت نے آباد کیا تھا۔ آبیاری: کھیت کو پانی دینے کا عمل۔ بنجر: ویران زمین جس میں کچھ نہ اُگے۔ بے خراج: لگان کے بغیر۔ بے نوا: مفلس، غریب۔ صحرا نشین: جنگلوں میں رہنے والے، مراد افریقہ کی خانہ بدوش قومیں۔ خیام: جمع خیمہ، خیمے۔ کشت: کھیتی۔ دہقاں: کسان۔ پردہ: مراد بہانہ۔ غارت گری: تباہ کرنا۔ آدم کُشی: انسانوں کا قتل۔ روا رکھنا: جائز سمجھنا۔

۱؎ ۲۲، اگست ۱۹۳۵ء بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

گِلہ

معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
بیچارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

دہقاں ہے کسی قبر کا اُگلا ہُوا مُردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیرِ زمیں ہے

جاں بھی گِرَوِ غیر، بدن بھی گِرَوِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہُوا تُو
مجھ کو تو گِلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے!

تابندہ: چمکتا ہوا۔ نگیں: تاج میں جڑا ہوا قیمتی موتی۔ اُگلا ہوا: مراد باہر نکالا یا پھینکا ہوا۔ گروِ غیر: دوسروں کے پاس گروی رکھا ہوا۔ مکیں: مکان میں رہنے والا۔

اِنتداب

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے

نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دُشواری

جہاں قمار نہیں، زن تُنک لباس نہیں

جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری

بدن میں گرچہ ہے اک رُوحِ ناشکیب و عمیق

طریقۂ اَب و جد سے نہیں ہے بیزاری

جسور و زِیرک و پُردم ہے بچۂ بدوی

نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری

نظر ورانِ فرنگی کا ہے یہی فتویٰ

وہ سرزمیں مدنیّت سے ہے ابھی عاری!

اِنتداب: نمائندگی، وکالت۔ یہاں مراد انگریزوں کی ایسی چال جس سے وہ کسی مُلک کی خیرخواہی کے بہانے اس پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ تنک لباس: تنگ لباس والی۔ تنگ لباس میں اعضا نمایاں ہو جاتے ہیں۔ شغلِ مے خواری: شراب پینے میں مصروف رہنے کا عمل۔ روحِ ناشکیب: بے چین روح۔ عمیق: گہری، مراد فکرمند۔ اَب وجد: باپ دادا۔ جسور: دلیر۔ زیرک: عقل و شعور والا۔ پُردم: طاقتور۔ بچۂ بدوی: جنگل میں رہنے والا بچہ، مراد عرب کی جوان نسل، یا عرب قوم۔ فیضِ مکاتب: مدرسوں کا فائدہ پہنچانے کا عمل، مراد مغربی انداز تعلیم جو مسلم قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔ نظر وران: گہری نظر رکھنے والے۔ فتویٰ: حکم، مذہبی حکم۔ مدنیت: شہریت، تمدن، تہذیب۔ عاری: خالی۔

دامِ تہذیب

اقبالؔ کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملّتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

یہ پیرِ کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منوّر کیے افکار

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھُلتا نہیں یہ عُقدۂ دُشوار

تُرکانِ 'جفا پیشہ' کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار!

دامِ تہذیب: تہذیب کا جال، اس نظم میں عربوں کی اس نادانی کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے ترکوں کے خلاف انگریز کا ساتھ دیا اور پھر خود اس کے جال میں پھنس گئے۔ ملّتِ مظلوم: مراد دوسروں کی غلام قوم خریدار: مراد ہمدرد (طنز کے طور پر)۔ پیرِ کلیسا: عیسائیوں کا مذہبی پیشوا، پادری۔ عقدۂ دشوار: مشکل مسئلہ، گتھی۔ تُرکانِ "جفا پیشہ": ظالم ترک (بطور طنز ظالم کہا گیا)۔ تہذیب کا پھندا: تہذیب کا جال (وہی دامِ تہذیب)۔

نصیحت

اک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
بَرّے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

سینے میں رہے رازِ مُلوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر

تاثیر میں اِکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹّی کا ہے اک ڈھیر!

لُردِ فرنگی: انگریز لارڈ۔ آنکھ کا سیر نہ ہونا: بہت زیادہ دیکھنے کے باوجود دیکھنے کی خواہش کا بدستور باقی رہنا۔ بُرّہ: بکری یا بھیڑ کا بچہ، مراد غلام۔ فاش: ظاہر۔ قاعدۂ شیر: شیر کا طور طریقہ، مراد حکمران کے طور طریقے۔ رازِ ملوکانہ: حکومت کرنے کے بھید۔ محکوم: غلام، غلام قوم۔ تیغ سے زیر کرنا: تلوار سے کسی کو شکست دینا یا محکوم بنانا۔ مُلائم: نرم۔ اکسیر: فائدہ یا شفا دینے والی۔ ہمالہ: ہمالیہ پہاڑ، مراد بہت ہی سخت چیز، پتھر۔

ایک بحری قزّاق اور سکندر

سکندر

صِلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی!

قزّاق

سکندر! حیف، تُو اس کو جواں مردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رُسوائی؟
ترا پیشہ ہے سفّاکی، مرا پیشہ ہے سفّاکی
کہ ہم قزّاق ہیں دونوں، تُو مَیدانی، مَیں دریائی!

بحری قزاق: سمندری ڈاکو، سمندری لٹیرا۔ سکندر: سکندرِ اعظم۔ صِلہ: بدلہ، انعام۔ رہزنی: لوٹنے کا عمل۔ پہنائی: وسعت، پھیلاؤ۔ حیف: افسوس۔ جواں مردی: دلیری۔ گوارا کرنا: برداشت یا پسند کرنا۔ ہم چشم: مراد ایک جیسا کام کرنے والے۔ سفاکی: ظلم، ستم۔ میدانی: مراد خشکی یعنی زمین پر (انسانوں پر ظلم کرنے والا)۔ دریائی: سمندر میں (لوٹ مار کرنے والا)۔

جمعیّتِ اقوام

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبرِ بد نہ مرے منہ سے نکل جائے

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دُعا یہ ہے کہ ٹل جائے

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
اِبلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے!

جمعیتِ اقوام: لیگ آف نیشنز۔ ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم کے بعد یورپی قوموں نے دنیا بھر میں اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر یہ تنظیم قائم کی تھی۔ دم توڑنا: مرنا، مرنے کے قریب ہونا۔ خبرِ بد: بری خبر۔ مبرم: قضا جو آ کے رہے، مضبوط۔ ٹل جانا: مصیبت کا دور ہونا۔ داشتہ: نکاح کے بغیر رکھی ہوئی عورت۔ پیرکِ افرنگ: گھٹیا بوڑھا یورپ۔ سنبھل جانا: بچ جانا۔

شام و فلسطین

رِندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت
پُر ہے مَئے گُلرنگ سے ہر شیشہ حلَب کا

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

مقصد ہے مُلوکیّتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رُطب کا

شام و فلسطین: یہ اشارہ ہے انگریزوں کی اس سیاست کی طرف جس کے مطابق انھوں نے فلسطین پر یہودیوں کا حق جتلایا تھا۔ رِندانِ فرانسیس: فرانسیسی شرابی۔ حکومت فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر شام پر قبضہ کر لیا تھا اور شراب نوشی اور مغربی تہذیب کی دوسری باتوں کو رواج دیا تھا۔ میخانہ سلامت: شراب خانہ برقرار رہے (طنزیہ)۔ مے گلرنگ: سرخ رنگ کی شراب۔ حلب: ملک شام کا ایک شہر۔ خاکِ فلسطیں: فلسطین کی سر زمین/ملک۔ ہسپانیہ: سپین، اس ملک پر عربوں نے سات سو برس حکومت کی تھی، بعد میں فرانس نے انگریزوں کے ساتھ مل کر اس پر قبضہ جما لیا۔ مُلوکیّتِ انگلیس: انگریزی شہنشاہیت/حکومت۔ نارنج: نارنگی، سنگترے کی ایک قسم۔ رُطب: کھجور۔

سیاسی پیشوا

اُمید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاک باز ہیں، رکھتے ہیں خاک سے پیوند

ہمیشہ مُور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند

خوشا وہ قافلہ، جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند!

خاک باز: مٹی سے کھیلنے والا، مادہ پرست، روحانیت سے دور رہنے والا۔ پیوند: تعلق۔ مُور: چیونٹی۔ مگس: مکھی۔ عنکبوت: مکڑی۔ کمند: رسّی کا پھندا۔ خوشا: مبارک ہے بہت اچھا ہے۔ متاع: پونجی، سرمایہ۔ تخیلِ ملکوتی: فرشتوں کی سی سوچ اور فکر۔

نفسیاتِ غلامی

سخت باریک ہیں اَمراضِ اُمم کے اسباب
کھول کر کہیے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی

دینِ شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اِک فلسفۂ رُوباہی

ہو اگر قُوّتِ فرعون کی در پردہ مُرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیمُ اللّٰہی!

نفسیات: ذہنی حالت، ذہنیت۔ **اَسباب**: جمع سبب، وجہ۔ **کھول کر کہنا**: صاف صاف بات کہنا۔ **دینِ شیری**: مراد دلیری اور بے خوفی کے انداز۔ **شیوخ**: جمع شیخ، مذہبی رہنما۔ **فلسفۂ روباہی**: لومڑی کا فلسفہ، مراد بزدلی، چالاکی اور مکاری کے طور طریقے۔ **قوّتِ فرعون**: مراد ظالم اور جابر حکمران کی طاقت۔ **در پردہ**: پردے میں، چھپے ہوئے انداز میں۔ **کلیمُ اللّٰہی**: مراد حضرت موسیٰؑ کی سی معجزے والی قوت (فرعون کے حوالے سے یہ ترکیب استعمال کی)۔

غلاموں کی نماز

(ترکی وفدِ ہلالِ احمر لاہور میں)

کہا مجاہدِ تُرکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمھارے امام

وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد
خبر نہ تھی اُسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دُنیا میں
انھی کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مُرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اَور کیا ہے کام

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے مِلّت کی زندگی کا پیام!

ہلالِ احمر: سرخ چاند۔ وہ مسلم تنظیم جو حادثے وغیرہ میں زخمی ہونے والوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتی ہے۔ مجاہدِ تُرکی: مراد آزاد ملک ترکی کا مسلمان / مومن۔ مردانِ حُر: آزاد لوگ، آزاد قومیں۔ ذوقِ عمل: جدوجہد سے بے حد دلچسپی۔ نظام: انتظام، بندوبست، حکومت کرنے کے طریقے۔ سوزِ عمل: عمل یا جدوجہد کی تپش / گرمی۔ مُرور: گردش، گزرنے کی حالت۔ ورائے سجدہ: سجدے کے علاوہ۔

فلسطینی عرب سے

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہُوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

تری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

سُنا ہے مَیں نے، غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّتِ نمود میں ہے!

وجود: ذات، ہستی، جسم۔ جنیوا: وہ مقام جہاں لیگ آف نیشنز قائم ہوئی، مراد یورپی قومیں۔ رگِ جاں: وہ رگ جس میں جان ہوتی ہے شہ رگ، مراد جان۔ پنجۂ یہود: یہودیوں کا پنجہ، مراد یہودیوں کا غلبہ۔ خودی کی پرورش: اپنی مخفی قوتوں اور صلاحیتوں کو ترقی دینا۔ لذتِ نمود: ظاہر ہونے کی لذت۔

مشرق و مغرب

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظامِ جُمہوری
نہ مشرق اس سے بَری ہے، نہ مغرب اس سے بَری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

نفسیاتِ حاکمی

(اِصلاحات)

یہ مہر ہے بے مہریِ صیاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری
رکھنے لگا مُرجھائے ہُوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری!

مغرب: مراد یورپ. تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا. نظامِ جمہوری: عوام کی حکومت کا بندوبست / طریقہ. بَری: آزاد، بچا ہوا. قلب و نظر کی رنجوری: دل و نظر یعنی جذبوں اور بصیرت کی بیماری / خرابی.

نفسیات: ذہنی کیفیت، ذہنیت. حاکمی: حکومت، حکمرانی کرنے کا انداز. اِصلاحات: جمع اصلاح، بہتری اور ترقی کے لیے اقدام کرنے کا عمل. مہر: محبت، مہربانی کا سلوک. صیاد: شکاری. پردہ: مراد دھوکا، چال. تازہ صفیری: آواز اونچی کرنے کی شروع کی حالت، مراد احتجاج کا انداز.

محراب گُل افغان

کے

افکار

محراب گُل افغان کے افکار

(۱)

میرے کُہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اَب و جد کی خاک
روزِ ازل سے ہے تُو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گُل سے تہی، نغمۂ بُلبل سے پاک
تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں، آب ترا تاب ناک
باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے رُوح کو کردوں ہلاک!
اے مرے فقرِ غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعتِ انگریز یا پیرہنِ چاک چاک!

محراب گُل: ایک فرضی کردار جس کا کوئی وجود نہیں۔ کُہستاں: جہاں کئی پہاڑ ہوں، پہاڑی علاقہ۔ اَب و جد: باپ دادا۔ روزِ ازل: مراد شروع ہی سے۔ چرغ: باز اور شکرے کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔ تہی: خالی۔ خم و پیچ: اُلٹے سیدھے، مراد پہاڑی راستے جو ہموار نہیں ہیں۔ بہشتِ بریں: اوپر کی یعنی آسمانی بہشت، مراد فردوس۔ عنبریں: چمکتا ہوا، مراد شفاف۔ باز: مشہور پرندہ۔ بندہ: غلام۔ کبک: تیتر کی قسم کا ایک پرندہ، چکور۔ حمام: کبوتر۔ حفظِ بدن: بدن کی حفاظت۔ فقرِ غیور: غیرت مند فقر۔ خلعت: اعلیٰ قسم کا لباس۔ پیرہنِ چاک چاک: جگہ جگہ سے پھٹا ہوا لباس۔

(۲)

حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام
نگاہِ پیرِ فلک میں نہ مَیں عزیز، نہ تُو

خودی میں ڈُوب، زمانے سے نا اُمید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو

رہے گا تُو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اُتر گیا جو ترے دل میں 'لا شریکَ لَہٗ'

حقیقتِ ازلی: مراد شروع سے چلی آنے والی سچائی۔ رقابتِ اقوام: قوموں کی آپس کی ضد اور دشمنی۔ پیرِ فلک: آسمان کا بوڑھا، مراد آسمان۔ عزیز: پیارا، پسند۔ درپردہ: پیٹھ پیچھے، غائبانہ۔ اہتمام: بندوبست، انتظام۔ رفو: سینا، پیوند لگانا۔ یگانہ: مراد بے مثل۔ یکتا: بے مثل۔ دل میں اُترنا: دل پر پورا پورا اثر کرنا۔ "لاشریک لہٗ": اس کا کوئی شریک نہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مراد خدا کی توحید۔

(۳)

تری دُعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تُو بدل جائے

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے

وہی شراب، وہی ہاے و ہُو رہے باقی
طریقِ ساقی و رسمِ کدُو بدل جائے

تری دُعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دُعا ہے تری آرزو بدل جائے!

قضا: خدا کا حکم۔ چار سُو: چار طرف، مراد ماحول۔ ہاے و ہُو: شور ہنگامہ، اِس دنیا کی ''ہُو حق''۔ ساقی: شراب پلانے والا۔ کدُو: بڑا پیالہ جو کدو کے چھلکے کو سُکھا کر بناتے ہیں اور صوفیا وغیرہ اسے پیالے کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں مراد شراب کا پیالہ۔

(۴)

کیا چرخِ کج رَو، کیا مِہر، کیا ماہ
سب راہرَو ہیں واماندۂ راہ

کڑکا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ

نادر نے لُوٹی دِلّی کی دولت
اِک ضربِ شمشیر، افسانہ کوتاہ

افغان باقی، کُہسار باقی
اَلحُکمُ لِلّٰہ! اَلمُلکُ لِلّٰہ!

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ

محرم خودی سے جس دم ہُوا فقر
تُو بھی شہنشاہ، مَیں بھی شہنشاہ!

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈُھونڈی سُلطاں کی درگاہ

چرخِ کج رو: ٹیڑھا چلنے والا آسمان، مراد انسانی خواہش کے مطابق نہ چلنے والا آسمان۔ مہر: سورج۔ ماہ: چاند۔ راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر۔ واماندۂ راہ: راستے میں پیچھے رہ جانے والا۔ کڑکا: گرجا، یعنی غرور کے ساتھ اونچا بولا۔ سکندر: مراد سکندرِ اعظم جسے سکندر مقدونی بھی کہتے ہیں۔ مرگِ ناگاہ: اچانک موت۔ نادر: مراد نادر شاہ جس نے ۱۷۳۹ھ میں دہلی کو لوٹا اور کئی دن تک قتلِ عام جاری رکھا۔ اس کے تکبر اور سختی کی بنا پر درباریوں نے اسے ۱۰ مئی ۱۷۴۷ء کو قتل کروا دیا۔ ضربِ شمشیر: تلوار کا وار۔ افسانہ کوتاہ: مراد بات ختم ہوئی۔ کہسار: پہاڑ باقی: پیچھے رہ جانے والا۔ ''الحکم للہ'': حکم صرف اللہ ہی کے لیے ہے یعنی وہی حاکمِ مطلق ہے۔ رُوباہ: لومڑی محرم: واقف۔ شہنشاہ: شاہانِ شاہ: یعنی بڑا بادشاہ، عظیم حکمران۔ مردِ درویش: اللہ کا فقیر، مردِ خدامست۔ درگاہ: دربار، چوکھٹ۔

(۵)

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارَو
اس عیشِ فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نَو

وہ علم نہیں، زہر ہے اَحرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

ناداں! ادَب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اَسبابِ ہُنر کے لیے لازم ہے تگ و دَو

فطرت کے نَوامیس پہ غالب ہے ہُنرمند
شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتَو

وہ صاحبِ فن چاہے تو فن کی برَکت سے
ٹپکے بدنِ مہر سے شبنم کی طرح ضَو!

غوغائے روارَو: بھاگ دوڑ یا دوڑ لگانے کا شور وغل جو اکثر تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ عیشِ فراواں: بہت زیادہ عیش، بیحد آرام کی زندگی۔ ہر لحظہ: ہر گھڑی۔ غمِ نَو: نیا غم۔ اَحرار: حُر کی جمع، آزاد لوگ۔ دو کفِ جَو: دو مٹھی جَو، مراد معمولی روزی۔ اسبابِ ہُنر: فن کے وسیلے / ذریعے۔ تگ و دَو: بھاگ دوڑ۔ نَوامیس: جمع ناموس، چھُپے ہوئے راز، بھید۔ صاحبِ پرتَو: مراد روشنی والی۔ صاحبِ فن: فنکار، مثلاً مصوّر، شاعر وغیرہ۔ بدنِ مہر: سورج کا جسم، مراد سورج۔ ضَو: روشنی۔

(۲)

جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

اُس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک!
ہے جس کے تصوّر میں فقط بزمِ شبانہ

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

عالمِ ایجاد: ایسی دنیا جہاں نئی نئی چیزیں/ آرٹ وغیرہ پیدا کی جائیں۔ صاحبِ ایجاد: نئی چیز تخلیق/ پیدا کرنے والا۔ طواف: کسی چیز کے گرد چکر کاٹنا۔ ناکارہ: بیکار، جو کسی کام نہ آئے۔ یگانہ: بے مثال، قیمتی۔ تجدید: کوئی کام نئے سرے سے شروع کرنا۔ تصوّر: کسی چیز کو خیال میں مجسّم کرنا۔ بزمِ شبانہ: رات کی محفل، مراد اسلام کا شاندار ماضی۔ آوازہ: بلند آواز، شہرت۔

(۷)

رُومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندُستان
تُو بھی اے فرزندِ کُہستاں! اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

موسم اچھّا، پانی وافر، مٹّی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

اُونچی جس کی لہر نہیں ہے، وہ کیسا دریا ہے
جس کی ہوائیں تُند نہیں ہیں، وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اُس بندے کی دہقانی پر سُلطانی قربان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان!

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج

عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان

اپنی خودی پہچان

او غافل افغان!

رومی: یعنی اٹلی کے رہنے والے۔ شامی: اہل شام۔ فرزندِ کہستاں: مراد پہاڑ کے رہنے والے۔ زرخیز: سونا دینے والی، مراد بہت فصل دینے والی۔ نہ سینچا: کھیت کو پانی نہ دیا۔ دہقانی: کھیت بونے اور کاٹنے وغیرہ کا کام۔ سلطانی: غلبہ، بادشاہت۔ بے علمی: علم / تعلیم نہ ہونا۔ لاج: شرم، عزت۔ عالم فاضل: بہت پڑھے لکھے لوگ۔

(۸)

زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر
شپّرک کہتی ہے تجھ کو کورچشم و بے ہُنر

لیکن اے شہباز! یہ مُرغانِ صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر

ان کو کیا معلوم اُس طائر کے اَحوال و مَقام
رُوح ہے جس کی دمِ پرواز سر تا پا نظر!

زاغ: کوّا۔ بے ہُنر: جسے کوئی فن / کام نہ آتا ہو، اناڑی۔ مُرغانِ صحرا: بیابان / ریگستان کے پرندے۔ اچھوت: پلید، جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ احوال و مقام: مرتبے، تصوف کی اصطلاح میں عشق کی مختلف کیفیتیں۔ دمِ پرواز: اُڑتے وقت۔ سر تا پا نظر: مکمل نگاہ، مراد جس کی اپنے ماحول پر گہری نظر ہو۔

(۹)

عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس
پرِ شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس

یوں بھی دستورِ گلستاں کو بدل سکتے ہیں
کہ نشیمن ہو عنادِل پہ گراں مثلِ قفس

سفر آمادہ نہیں منتظرِ بانگِ رحیل
ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرس!

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مُردہ ہے، مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفَس

پرورشِ دل کی اگر مدِّ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!

فرومایہ: گھٹیا۔ پروازِ مگس: مکھی کی اُڑان۔ عنادِل: جمع عندلیب، بلبلیں۔ سفر آمادہ: سفر پر چلنے کو تیار۔ بانگِ رحیل: قافلے کے کُوچ کے وقت گھنٹی کی آواز۔ قافلۂ موج: لہر کا قافلہ، لہریں۔ جرس: گھنٹی۔ مکتب: مدرسہ، مراد مغربی طرزِ تعلیم کے ادارے۔ مُردہ: مراد بے حس۔ نفَس: سانس۔ دل کی پرورش: مراد دل میں جذبے اور ولولے پیدا کرنا۔ مدِّ نظر: نظر کے سامنے۔ نگاہِ غلط انداز: سرسری نظر۔

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صُلح تو رعنا غزالِ تاتاری

عجب نہیں ہے اگر اس کا سوز ہے ہمہ سوز
کہ نَیستاں کے لیے بس ہے ایک چنگاری

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سُلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کرّاری

نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے سرمایۂ کُلہ داری

آنکھ کا تارا: بہت پیارا۔ شباب: جوانی۔ بے داغ: بُرائیوں سے پاک۔ ضرب: وار، حملہ۔ کاری: سخت، جس کا پورا پورا اثر ہو۔ شیرانِ غاب: جنگل یا کچھار کے شیر۔ رعنا: جوان، خوبصورت۔ غزالِ تاتاری: تاتار کے ہرن، تاتار ہرنوں کے لیے مشہور ہے۔ ہمہ سوز: سب کو جلا دینے والا، مراد سب کے دلوں میں عشق کی آگ لگانے والا۔ نَیستاں: بانس کا جنگل۔ بس ہے: کافی ہے۔ شکوہِ سُلطانی: بادشاہت کی عظمت، شاہی دبدبہ۔ حیدری و کرّاری: مراد حضرت علیؓ کی سی قوت اور دبدبہ۔ بے کُلاہی: سر پر ٹوپی نہ ہونا، مراد ظاہری شان و شوکت نہ ہونا۔ بے کُلاہ: ٹوپی کے بغیر، ظاہری شان و شوکت کے بغیر۔ کُلہ داری: ٹوپی رکھنا، مراد تاج رکھنا یعنی شان، عظمت والا۔

(۱۱)

جس کے پرتَو سے منوّر رہی تیری شبِ دوش
پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغِ خاموش

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گِلہ
بندۂ حُر کے لیے نشترِ تقدیر ہے نوش

نہیں ہنگامۂ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہُوا نالۂ مُرغانِ سحر سے مدہوش

مجھ کو ڈر ہے کہ ہے طفلانہ طبیعت تیری
اور عیّار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش!

پرتَو: روشنی، سایہ. منوّر: روشن. شبِ دوش: گزری ہوئی کل رات، مراد اسلام کا تابناک ماضی. چراغِ خاموش: بُجھا ہوا دیا، مراد جذبۂ جہاد کا سویا ہوا. مردِ بے حوصلہ: ہمت سے عاری آدمی. بندۂ حُر: آزاد انسان، مراد مردِ مومن. نشتر: زخم چیرنے کا آلہ. نوش: شہد. ہنگامۂ پیکار: مراد جہد و جدوجہد. نالہ: مراد چہچہانا. مُرغانِ سحر: صبح کے پرندے. مدہوش: مست، بیہوش. طفلانہ: بچوں کی سی. عیار: چالاک، مکار. شکر پارہ فروش: شکر پارہ (ایک مٹھائی) بیچنے والا، مراد بچوں کو مٹھائی دے کر بہلانے پھسلانے والے.

لا دینی و لاطینی، کس پیچ میں اُلجھا تُو
دارُو ہے ضعیفوں کا 'لَا غَالِبَ اِلاَّ ھُو'

صیّادِ معانی کو یورپ سے ہے نومیدی
دِلکش ہے فضا، لیکن بے نافہ تمام آہُو

بے اشکِ سحرگاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جُو

صیّاد ہے کافر کا، نخچیر ہے مومن کا
یہ دَیرِ کُہن یعنی بُتخانۂ رنگ و بُو

اے شیخ، امیروں کو مسجد سے نِکلوا دے
ہے ان کی نمازوں سے محراب تُرش ابرُو

لا دینی و لاطینی: اشارہ ہے مصطفیٰ اتاترک کے اس فرمان کی طرف جس میں اس نے عوام کو بے دینی کی تہذیب اختیار کرنے اور رسم الخط میں لاطینی (LATIN) حروف استعمال کرنے کی ہدایت کی تھی۔ پیچ: چکر۔ لَا غالِبَ اِلاَّ ھُو: یعنی اللہ کے سوا کوئی غالب یا حاکم نہیں، وہی حاکم مطلق ہے۔ صیادِ معانی: حقیقتوں کا شکاری، مراد حقائق تلاش کرنے والا۔ نومیدی: مایوسی۔ بے نافہ: جس میں نافہ نہ ہو۔ نافہ مشک کی وہ تھیلی جو ہرن کی ناف سے تعلق ہے۔ آہُو: ہرن۔ اشکِ سحرگاہی: صبح کے وقت اللہ کے حضور عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی حالت۔ تقویمِ خودی: خودی کو قائم کرنا، مراد خودی کی تربیت کرنا۔ لالۂ پیکانی: مراد لالہ کا وہ پھول جو ابھی کھلا نہ ہو۔ خوشتر: بہت اچھا۔ کنارِ جو: ندی کے کنارے۔ نخچیر: شکار۔ دَیرِ کُہن: پرانا مندر، مراد دنیا۔ بتخانۂ رنگ و بو: مراد کائنات جس میں کئی رنگ کی مخلوق وغیرہ ہے۔ شیخ: مسلم مذہبی رہنما۔ ترش ابرو: غصے کی حالت۔

مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دِگرگُوں
معلوم نہیں دیکھتی ہے تیری نظر کیا

ہر سینے میں اک صُبحِ قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہُوئے زیر و زبر کیا

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مُناجاتِ سحَر کیا

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خانقہوں سے
اس شُعلۂ نم خوردہ سے ٹُوٹے گا شرَر کیا!

زیر و زبر: نیچے اوپر، مراد اُلٹ پلٹ۔ بے معرکہ: ہنگامے یعنی جدوجہد کے بغیر۔ پیرِ حرم: مراد مُلا، مذہبی رہنما۔ مناجاتِ سحر: صبح کے وقت اللہ کے حضور دعا و عبادت۔ تخلیقِ خودی: خودی پیدا کرنے کی حالت۔ شعلہ نم خوردہ: ایسا شعلہ جس میں کچھ گیلا پن آ گیا ہو۔ شرر ٹوٹنا: چنگاری نکلنا۔

بے جُرأتِ رِندانہ ہر عشق ہے رُوباہی
بازُو ہے قوی جس کا، وہ عشق یدُاللّٰہی

جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی! ناپید ہے وہ راہی

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مَردکِ میدانی!
کُہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی

دُنیا ہے روایاتی، عُقبیٰ ہے مُناجاتی
در باز دو عالم را، این است شہنشاہی! ☆

جرأتِ رندانہ: مراد عاشق یا آزاد کی سی دلیری. روباہی: مکاری، چالاکی. یدُاللّٰہی: اللہ کے ہاتھ والا، مراد خدائی قوت والا. اے وائے: افسوس ہے. راہی: مسافر. وحشت: مراد گھبراہٹ یا پاگل پن. مردکِ میدانی: میدانی علاقے کا رہنے والا آدمی. کُہسار: پہاڑ. خود آگاہی: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر ہونا. روایاتی: رسم/گھسے پٹے رواج پر چلنے والی. عُقبیٰ: آخرت. مناجاتی: صرف اللہ کی طرف رجوع اور اس کی عبادت کرنے والا.

☆ تو دونوں دنیاؤں سے ہاتھ اُٹھا لے یعنی ان سے بے نیاز ہو جا کہ حقیقی بادشاہت/عظمت یہی ہے۔

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالکِ رہ! علمِ فقیری

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

خوددار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہیدِ امیری

افرنگ زخود بے خبرت کرد وگرنہ ☆
اے بندۂ مومن! تو بشیری، تو نذیری!

آدم: انسان۔ سالکِ رہ: راستے پر چلنے والا، صوفی۔ علم فقیری: درویشی یعنی مادی دنیا سے بے نیازی اور عشق حقیقی کا علم۔ فولاد: سخت قسم کا لوہا۔ حریری: ریشم کی طرح نرم۔ خوددار: غیرت والا۔ فقر: درویشی، مادی دنیا سے بے نیازی۔ تمہید: مراد آغاز۔

☆ یورپ نے تجھے تیری ذات یعنی خودی سے بے خبر کر دیا ورنہ (حقیقت یہ ہے کہ) اے مردِ مومن تو ہی ایسا انسان ہے جو (جنت کی) خوشخبری دینے اور خدائی عذاب سے ڈرانے والا ہے۔

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جُدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے، خدائی!

جو فقر ہُوا تلخیِ دوراں کا گِلہ مند
اُس فقر میں باقی ہے ابھی بُوئے گدائی

اس دور میں بھی مردِ خدا کو ہے میسّر
جو معجزہ پربت کو بنا سکتا ہے رائی

در معرکہ بے سوزِ تو ذوقے نتواں یافت ☆
اے بندۂ مومن تُو کجائی، تُو کجائی

خورشید! سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مِرے کُہسار کو ملبوسِ حنائی

صاحبِ مرکز: مرکز والی۔ تلخیِ دوراں: زمانے کی تلخی/سختی۔ گِلہ مند: شکایت کرنے والا۔ بُوئے گدائی: بھیک مانگنے کی بُو، بھیک منگوں کا سا انداز۔ میسّر: ہاتھ آنا، حاصل ہونا۔ پربت: پہاڑ۔ رائی: سرسوں کی قسم کا ایک چھوٹا سا دانہ۔ خورشید: سورج، مراد مردِ مومن۔ سراپردۂ مشرق: مشرق کا شاہی خیمہ، مراد مشرق۔ ملبوسِ حنائی: سرخ لباس، مراد جذبوں کی روشنی پھیلا دے۔

☆ جہاد یا جدوجہد کے معرکہ میں تیرے جذبوں کی حرارت وگرمی کے بغیر (دوسروں میں) کوئی بھی شوق و جذبہ نہیں پایا جا سکتا۔ اے مردِ مومن تو کہاں ہے؟ تو کہاں ہے؟ یعنی اللہ کرے کوئی مومن پیدا ہو جائے۔

(۱۷)

آگ اس کی پھونک دیتی ہے بُرنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزَف کو کرے نگیں

تُو اپنی سرنوِشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تِری جبیں

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمّت ہو پَر کُشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پَر آ گیا تو یہی آسماں، زمیں!

پھونک دیتی ہے: جلا دیتی ہے۔ برنا: جوان۔ پیر: بوڑھا۔ صاحبِ یقیں: یقین والا، مراد مردِ مومن، مضبوط خودی والا۔ دشت: جنگل، بیاباں۔ خزف: ٹھیکری۔ نگیں: نگ، قیمتی پتھر۔ سرنوشت: تقدیر کا لکھا، تقدیر۔ خامۂ حق: مراد خدائی قلم۔ جبیں: ماتھا۔ نیلگوں: نیلی۔ فضا: زمین سے آسمان تک کی خالی جگہ۔ پر کشا: اڑنے والی۔ بالائے سر: سر کے اوپر۔ زیرِ پر: پروں کے نیچے، مراد بلند اڑان۔

(۱۸)

یہ نکتہ خُوب کہا شیر شاہ سُوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری

عزیز ہے انھیں نامِ وزیری و محسود
ابھی یہ خِلعتِ افغانیّت سے ہیں عاری

ہزار پارہ ہے کُہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بُتوں کا زُنّاری

وہی حرم ہے، وہی اعتبارِ لات و منات
خُدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری!

نکتہ: گہری اور باریک بات. شیر شاہ سوری: ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر سولھویں صدی عیسوی کے آغاز میں قابض ہوا. اس نے اپنے بھائیوں کو چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں بٹنے سے بچنے کی تلقین کی تھی. امتیازِ قبائل: ایک قبیلے کی بجائے مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی حالت، قبیلوں کی تفریق. وزیری و محسود: قبیلوں کے نام. خلعتِ افغانیت: افغان ہونے کی خلعت، مراد مختلف قبیلوں میں بٹے ہونے کی بجائے ایک قوم/ ملت ہونا. عاری: خالی، محروم. ہزار پارہ: ہزار ٹکڑے، مراد کئی ٹکڑوں یا قبیلوں میں بٹی ہوئی. مُسلمانی: مراد مسلمان قوم، اُمت مُسلمہ. زُنّاری: بت پرست، بت پوجنے والا. حرم: چار دیواری، مرکزِ اسلام یعنی کعبہ. اعتبارِ لات و منات: لات اور منات (عرب کے مشہور قدیم بت) مراد مختلف صورتوں یعنی قبیلہ اور رنگ و نسل کے بتوں کی عزت.

نگاہ وہ نہیں جو سُرخ و زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے کہ محتاجِ مہر و ماہ نہیں

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اُٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں

کھلے ہیں سب کے لیے غریبوں کے میخانے
عُلومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں

اسی سُرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوزِ 'لا اِلٰہ' نہیں

سُنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر؟
گِلیم پوش ہوں مَیں صاحبِ کُلاہ نہیں!

سرخ و زرد پہچاننا: مراد ظاہری چیزوں میں فرق جاننا۔ مہر: سورج۔ ماہ: چاند۔ فرنگ: انگریز، یورپ۔ انتہائے راہ: راستہ ختم ہونے کی جگہ۔ غریبوں کے میخانے: مغرب والوں کے شراب خانے، مراد جدید سائنسی اور مغربی علوم کے ادارے۔ علومِ تازہ: مراد سائنسی علوم، جدید علوم۔ سرمستیاں: مراد زور و شور یا رونقیں۔ سُرور: مستی، نشہ۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی۔ سوزِ "لا اِلٰہ": لا اِلٰہ (خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کی حرارت و گرمی۔ خانزادگانِ کبیر: مراد قبیلوں کے سرداروں کے بڑے بڑے فرزند / با اثر اولاد۔ گلیم پوش: گدڑی پہنے ہوئے، درویش، فقیر۔ صاحبِ کلاہ: ٹوپی والا، مراد بادشاہ یا بہت امیر کبیر۔

یا بندۂ صحرائی یا مردِ کُہستانی

دنیا میں مُحاسب ہے تہذیبِ فُسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سُلطانی

یہ حُسن و لطافت کیوں، وہ قُوّت و شوکت کیوں
بُلبل چَمنِستانی، شہباز بیابانی!

اے شیخ! بہت اچھّی مکتب کی فضا، لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سَلمانی

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی!

بندۂ صحرائی: ریگستانی علاقے کا رہنے والا۔ **مردِ کہستانی**: پہاڑی علاقے کا رہنے والا۔ **محاسب**: پوچھ گچھ کرنے والا، مراد روکنے والا۔ **تہذیبِ فسوں گر**: جادوگر تہذیب، مراد مغربی تہذیب۔ **فقیری**: فقیر ہونا، مراد جذبۂ عشق سے سرشار ہونے کی حالت۔ **سرمایۂ سُلطانی**: بادشاہت کی پونجی / دولت۔ **لطافت**: نزاکت، پاکیزگی۔ **قوت و شوکت**: طاقت اور شان۔ **چمنستانی**: چمن کی رہنے والی، مراد نازک، کمزور۔ **بیابانی**: بیابان یعنی صحرا / دشت کا رہنے والا، مراد سخت جان، تکلیفوں مصیبتوں سے ٹکرا جانے والا۔ **فاروقی**: فاروق سے تعلق رکھنے والا ہونا، یعنی حضرت عمر فاروقؓ کی مانند بہترین حکمران، مدبّر، منتظم، سیاست دان اور زبردست فاتح ہونے کی حالت۔ **سلمانی**: سلمان سے تعلق ہونا، مراد حضرت سلمان فارسیؓ کی مانند اسلام اور حضور اکرمؐ سے بے حد عشق، فیاضی، رحمدلی اور علم و معرفت جیسی خصوصیات رکھنا۔ **صہبائے مسلمانی**: اسلام کی شراب، مراد اسلام کا جوش و جذبہ۔